



U.7981



جلد دہم نمبر

شوال المکرم ۱۳۳۶ھ

# شجرۃ الادب

یعنی

انجمن شجرۃ الادب دارالعلوم علیا کالیک ماہانہ علمی اور اخلاقی رسالہ

زیر نگرانی صدر رجب دارالعلوم

دبیر ترویج لوی محمد عبدالواسع صاحب تصانیف و فیس دارالعلوم

باہتمام فضیل الدین افسی مدیر انجمن شجرۃ الادب

شجرۃ الادب دارالعلوم علیا کالیک ماہانہ علمی اور اخلاقی رسالہ

نشان شمار	نام مضمون نگار۔	عنوان	صفحہ
۱	بے تاب مگر صابر	عید	۱
۲	نصیر الدین محمد انجمن شمرۃ الادب و ارا العلوم	حضرت علی کرم اللہ عنہ	۶
۳	مولوی حبیب الرحمن حبیبیم۔ اے پروفیسر العلوم	یعقوب ابن لیث۔	۹
۴	مولوی حافظ محمد منظر صاحب (دارالعلوم)	ایمان اور اعمال صالحہ	۲۲
۵	مولوی فاضل عبد القدیر صاحب فقیر (دارالعلوم)	امر و القیس	۳۲

### قواعد سالہ

- ۱۔ رسالۃ شمرۃ الادب ہر ماہ ہلالی کے وسط میں شائع ہوا کرے گا۔
- ۲۔ اس رسالہ میں علمی اور اخلاقی مضامین شائع کئے جائیں گے۔
- ۳۔ رسالہ کی قیمت سالانہ (۵۰ روپیہ) میں وصول ڈاک ہوگی اور فی پرچہ (۴۰ روپیہ) ہوگی۔
- ۴۔ تمام خط و کتابت بنام منبر رسالہ ہونی چاہئے۔
- ۵۔ جواب کے لئے جوابی کارڈ آنا ضروری ہے۔
- ۶۔ خط و کتابت میں تبریداری ضرور رہونا چاہئے۔
- ۷۔ شکایت عدم وصول و ہفتہ کے اندر آنی چاہئے ورنہ منبر تلافی کا ذمہ دار نہ ہوگا۔
- ۸۔ پرچہ بعد وصول قیمت یا فوری وی بی بی ارسال ہوا کرے گا۔
- ۹۔ پرچہ میں صرف وہ مضامین شائع ہوں گے جو علمی یا اخلاقی حیثیت سے قابل اشاعت خیال کئے جائیں گے۔
- ۱۰۔ مضمون نگار صاحبوں کے مضامین درج پرچہ کے جائز ہونے کے انتخاب کئے جائیں گے۔ اور جو مضمون قابل اشاعت نہ سمجھا جائیگا اس کے شائع ہونے کی شکایت نہ ہونا چاہئے۔
- ۱۱۔ مضامین کی عبارت بحیثیت زیادہ اگر قابل اصلاح ہوگی تو ایڈیٹر اصلاح کے مجاز ہونگے اور اگر ایڈیٹر کو مضمون کے حصہ کسی خاص اصطلاح سے اختلاف ہوگا تو وہ اس پر نوٹ کرنے کے بھی مجاز ہوں گے۔

# ثمرۃ الادب

جلد ۱ شوال الکریم ۱۳۳۶ھ نمبر ۳

## عید

هَيَاءُ لَكَ الْعَيْدُ الَّذِي نَتَعِيدُهُ . وَعَيْدٌ لِمَنْ سَمِيَ وَضَعِي وَعَيْدًا

مجھے فرمائی مضمون لکھنا بالکل نہیں آتا اور علی دنیا میں مجھ پر سقدخو و فراموشی کا عالم طاری ہے کہ بقول غالب ۔

ہم وہاں ہیں جہاں سے ہم کو بھی کوئی اپنی خبر نہیں آتی  
عید کا دن علی الخصوص ایک اور تازہ و پراز جذبات کیفیت طاری ہوتی ہے اسی کا  
ایک خاکہ کہنچنے کی کوشش کیجئے ۔ اگر اس میں سچو جذبہ ہے کہ آیا الفاظ اس کے لئے  
پوری طرح کام دے سکیں گے یا نہیں ۔ جب عید کا دن آتا ہے تو میرے دل میں ایک  
جذبات کا طلاطم برپا ہو جاتا ہے کہ معمولی سوچ کے ساتھ ساتھ جب گھر سے باہر قدم  
ٹکلتا ہے تو سب سے پہلے یہ سامان نظر آتا ہے کہ بنی نوع انسان کی ایک جماعت اپنی اپنی  
حیثیت کے مطابق اچھے اچھے لباس زیب تن کئے ہوئے مسجدوں کی طرف

روان ہے۔ یہ سامن میں سمجھتا ہوں کہ بنی نوع انسان کے مختلف الکلیفیات طبائع میں  
 مختلف اثرات پیدا کرتا ہو گا۔ ایسے تو بہت سے ہونگے جو کسی اچھی نئی وضع کے  
 کپڑے کو دیکھ کر فوراً کہہ اٹھیں کہ واہ کیا اچھا کپڑا ہے۔ یہ تو ایک عام سطحی نظر ہو گی  
 جس سے چند ان بحث نہیں اور بہت سے ایسے بھی ہونگے جو غربت کی حالت میں  
 اور کسی کی شان امارت دیکھتے ہوئے اور ان کے اولین یہ خیالات پیدا ہوں گے  
 کہ واہ کیا مہین یہ پر تکلف شان بھصیب نہ ہو گی۔ ایسے خیالات کا ہر زمانہ میں ہر وقت  
 پیدا ہوتے رہیں۔ لازمہ شان تخلیق ہے اور حکمت نے اس کا یہی جواب دیا ہے۔  
 لا تمدن غینک الی ما متعنا بہ ازواجاً منہم سراہر تال حیوۃ الدنیا  
 لنفسم للہ و رزق ربک و لقی۔ واہ کیسی عتیق تعلیم ہے جو اس تو بطلوں ہستی  
 مگر ساتھ ہی پراسرار پیچ ہستی کے جلوہ آرائے عطا کی ہے لیکن میں پوچھتا ہوں کہ  
 ان لکھو کھا افراسے جو اس زبان کو اپنی آخرت کی زبان یقین کرتے ہیں کتنے ہزار  
 نہیں تو کتنے ایسے ہیں جو اس کو صحیح طور سے پڑھ بھی سکتے ہیں اور پھر ان چہین  
 کتنے ایسے ہیں جو اس کے معنی کو سمجھ سکتے ہیں اور پھر ان اقل قلیل میں سے کتنے  
 ایسے ہیں جنہوں نے نظام تخلیق پر غور کی نظر ڈالنے کے بعد حقیقت اسی کا اذعان  
 پیدا کیا ہو کہ انسان کو اس دار الحزن زندگی میں کوئی چیز باعث آرام ہو سکتی ہے  
 تو وہ ہی حکمت حق ہے کہ ہم دنیا کی اس تازگی پر اپنی آنکھ نہ اوٹھائیں واہ واہ  
 مجھے بتاؤ کہ اس جماعت میں سے جو اس کی مدعی ہے کہ ہم ہی ہدایت تازہ رکھتے  
 ہیں اور جن کو اس ہدایت تازہ رکھنے کے صلہ میں خود ہی تازگی دنیا ملتی ہے  
 کتنے ایسے ہیں سچے دل سے اس پر عامل ہیں۔ غیرہ تو ابتداء منظر تھا۔ اس میں ہاں  
 مختلف سامان نظر آتے ہیں بہت سے ایسے بنی نوع ملینگے جن پر بظاہر اس عید کا  
 اثر نہیں ہے۔ بہت سے ایسے بھی ملینگے جو اپنی معمولی تکلیف اور مصیبت سے

بھری زندگی بسر کر رہے ہیں لیکن خیر مجھے اس سے بھی زیادہ بحث کی ضرورت نہیں  
 ایسے عام کیفیات زندگی پر جو وہ نے بھی نظر ڈالی ہے اور آخر چلاؤ ٹھٹھا کو نکات  
 صرف قناین ہے اب اس وقت ان جیگڑوں میں پھنسنے کے لئے نہیں ہوں کیونکہ  
 خورشید سا کم کن کمال زینت دس      وروگم شود وصال اینست و بس  
 اس زمانہ کا فلسفہ بھی کچھ اور ہے اور ہماری حالت و لوازم زندگی بھی بالکل  
 کی نسبت کچھ اور ہی ہے میں صرف اون جذبات سے بحث کروں گا جو عید گاہ  
 جانے والوں سے ہی متعلق ہو سکتے ہیں۔ میں جب بیگم بازار کے راستہ سے  
 گزرتا ہوں تو جو کچھ حالات پڑانے سیاہون وغیرہ نے لکھے ہیں وہ خاص طور پر تازہ  
 ہو جاتے ہیں خاص کر سیاہان ارض مغرب کے بیٹا علی الخصوص میڈرٹیلر کے تحریرات  
 جبکہ گویا ہماری قدیم شرقی تہذیب کا فخری جلوہ تھا۔ بیگم بازار کی چھوٹی چھوٹی  
 گلیاں خبر دیتی ہیں کہ ایک صدی بلکہ نصف صدی پیشتر بس نے والی خلقت  
 حیدر آباد و موجودہ خلقت کی نسبت کس قدر مختلف الخیال واقع ہوئی تھی۔  
 آج کل کے خیال کے لحاظ سے وہ تاریک خیال کے لوگ تھے لیکن جب ان  
 گلیوں سے آگے بڑھا پانے پل۔ مسجد میان مشک وغیرہ اور دور سے سیکڑوں  
 گنبدوں کو دیکھتا ہوں تو اس سے زیادہ پرانا تاریخی زمانہ یاد آتا ہے اور یہ  
 سامان آنکھوں کے سامنے پھر جاتا ہے کہ عروس البلاد کے اگلے بسنے والے  
 کس درجہ کے لوگ تھے۔ بہر ان فنون ہندیہ و تعمیر کا کمال فن خاص کر پڑیو لو  
 اٹائے لئے جاتی ہے کہ وہ خالص اسلامی مہذبین تھے جنہوں نے ایسے عمدہ  
 نقش چھوڑے جن میں نہ صرف اصول تعمیر بلکہ اصول حفظان صحت کا بھی  
 پورا پورا لحاظ پایا جاتا ہے اور بیسویں صدی کے اعلیٰ سے اعلیٰ مہندس بھی  
 ان کے کام پر عیش عیش کرتے ہیں۔ میں تھوڑی دیر اس فخر کے پردہ میں گویا



فراموش در خود فراموش کے عالم میں چلا جاتا ہوں کئی  
 کثیف حجاب حائل ہوتے ہیں۔ پھر دفعہ چوتھا ہوں کہ پرانے  
 پیل پر سے گزرتے ہوئے شہر کو جھانک کر دیکھ لیتا ہوں  
 سامنے کا منظر ندی کی رواقی کھلی فضا ان سب باتوں میں خود فراموش  
 دور اور اچھی صحت والے کی زندگی میں آتا اور بہت دیر تک نظارہ قدرت سے

دماغ میں تازہ سرور حاصل کر لیتا ہوں جو گویا آئندہ کے لئے سستا نیکاباغت ہو  
 عید گاہ پہنچ گیا میرے عالم کا تالاب پہرا بہاتا ہے کہ ان پرانے مہندسون کے بعد  
 ایسے وقت جبکہ مشرق کا ہندسہ دتیر گویا لب گور تھی ارض مغرب کے ہندسہ  
 دتیر کے ساتھ ملا کر فہام عام کا کیسا نمونہ ہمارے سامنے ہے مجھے یاد آ جاتا ہے کہ  
 اس سوا صدی سے ملک میں اس امر کی کوشش جاری ہے کہ مشرق کے قدیم  
 تمدن کے ضروری سامان کو مغرب کے جدید آلات سے ملا کر سجایا جائے لیکن  
 اس میں ہم کہاں تک کامیاب ہوتے ہیں۔ ان خیالات میں عید گاہ کے  
 اندر پہنچ جانا ہوں عید گاہ کا شامیانہ تباہ ہے کہ اب بھی ہمین کچکاری گری  
 باقی ہے و اعطاکي وعطوفتیجت بہتے ولون کو رلاتی ہوگی لیکن میرا دماغ اس

اس قدر شدید مضطرب ہے کہ گہرے سکلنے کے بعد گویا یہی وقت سب سے  
 اشد ہوتا ہے۔ لوگ عمدہ عمدہ لباس پہنتے ہوئے چلے آ رہے ہیں اور اگرچہ  
 جتنے آتے تھے وہ نہیں آئے اور بتاتے ہیں کہ عروس البلاؤ کی یہی شان ہے  
 جس میں تمام اسلامی دنیا اور ہندوستان میں حیدر آباد کا نام روشن رکھا ہو  
 تاریخ کے سیکڑوں صفحے میرے سامنے آ جاتے ہیں قاضی مفتی خطیب کو قوال  
 صوبہ دار کی ہاتھی پر سوار یاں وہ سب پرانے جاہ و جلال کو آنکھوں کے

سامنے لاکھڑا کرتی ہیں۔ خطبہ شروع ہوتا ہے خطیب کو پہلے چند سال تک قدیم وضع خوشنما سفید جوڑا پہنایا جاتا تھا جو شاہجہان کے عہد کو آنکھوں کے سامنے تازہ کرتا تھا اور موسیو لیسان کا وہ صفحہ میرے آنکھوں کے سامنے پھر جاتا تھا جس میں اس نے شاہجہان کے عہد کے جلوس کو تازہ کیا ہے۔ لیکن اب وہ لباس بھی مفقود ہو گیا ہے کیف خطیب نے جو اگرچہ عرب نہیں تھا تاہم سورۃ الرمد کی آیتیں اس سوز و گداز سے پڑھیں کہ قطعاً موت قبل ان تم تو اکام صدق ہو گیا میں کسی اور ہی عالم میں تھا جو رستہ کے تمام عالموں سے ویکر تھا کہ مصرع قدر این بادہ ندانی بخدا تا بخشی۔ لیکن ابھی فراست آغاز ہوئی کہ ایک بچے کے چنچ پکارنے جو آخر نماز تک ہماری رہی ورموظا ولسوز فراقی کو گویا عین عالم وصال میں منقض کر دیا نماز ختم ہو گئی تو یوں کی گرج نے بتایا کہ ہم آصفی سلطنت کے سایہ میں ہیں۔ بہر حال واپسی میں ہر وقت شبلی کی یہ نغمہ سنجی میرے دروزبان رہتی ہے۔ جو اونہوں نے حیدرآباد کے لئے نظم کی تھی حقیقت میں نظم ایک یادگار زمانہ ہے۔

یادگار چشم و یلم و سلجوقی ہسی	مایہ دولت بغداد بخارا باشت
داستان ہائے عزیزان ہر از برای	خبر از قافلہ شیرب و بطحا باشت
گرچہ شیرازہ امت ہمہ اتر شدہ است	آن در قہائے پراگندہ بہ کیجا باشت
آن پراگندہ نژاد عرب و نسل عجم	یعنی آن و فراسلام باشت
گرچہ دن تازہ چین یافت تاراج فزان	باز ہم بوسے خوشی زون محلی و نابات
خیر یہ سب خیالات تاریخی فنا ہو گئے اب حرف ایک ہی خیال ہے جو عمل دنیا کے لحاظ سے بالکل قریب ہے۔ اتنے ہزاروں نماز گزار کن جذبات و خیالات میں	

مستغرق رہتے ہیں کیا ان کا تمام دن کام میں ہی صرف ہوتا ہے۔ کیا کبھی ان کو سوچنے کا کوئی وقت نہیں ملتا۔ آخر یہ کیا کرتے رہتے ہیں۔ کیا وہ اپنی موجودہ حالت اور دنیا کے نقشہ سے بے خبر ہیں۔ اپنی دولت کے خبر ہے یا نہیں۔ سوال کا جواب یہی ہے کہ ہم اپنی ذاتی خواہشوں میں سرگرداں ہیں۔ کاش جو بچتا ہے اس میں کبھی کبھی اس پر غور کر لیا کریں کہ ہمارا کیا فرض ہے۔

راقم بے تاب مگر صابر

## حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ عنہ

از نصیر الدین ہاشمی مستد انجمن شمرۃ الادب دارالعلوم

گزشتہ سے پیوستہ

اسی عرصہ میں تین شخص خراج سے اس امر پر آمادہ ہوئے کہ حضرت علیؑ امیر معاویہ و عمرو بن العاص کو قتل کر دیں۔ اور قرار پایا کہ ایک ہی رات تینوں اصحاب شہید ہوں بقول بعض ۱۵ ار رمضان کی تاریخ اس کام کے لئے تجویز ہوئی۔

حضرت علیؑ کرم اللہ وجہہ اپنے مکان سے لوگوں کو صبح کی نماز کے لئے پکارتے ہوئے برآمد ہوئے۔ بدبخت عبدالرحمان ابن بلجم نے ایک ایسی تلوار لگائی کہ آپ کا چہرہ مبارک کنپٹی تک کاٹ دیا۔ اسی حالت میں

آپ ۲۱ رمضان کی شب کو راہی عالم جاودانی ہوئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون  
انتقال کے پیشتر آپ نے امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہما کو ارشاد فرمایا  
کہ ”میں تمہیں تقویٰ اور پرہیزگاری کی نصیحت کرتا ہوں۔ دنیا کی آرزو نہ کرو  
اور جو چیز تم سے چھنی جائے اس پر تاسف نہ ہو راست بازی اختیار کرو یتیموں  
رحم کرو۔ ضعیفوں کی اعلاؤ کرو۔ ظالم سے خصومت اور مظلوم کی اعانت کرو۔  
جو کچھ کتاب اللہ میں ہے اس کے موافق عمل کرو۔ خدا کے راستہ میں کسی  
ملامت کنندہ سے مت ڈرو۔“

آپ عالم ربانی۔ مشہور شجاع۔ زاہد بے بدلی اور مشہور و معروف خطیب  
تھے۔ آپ کی علمی قابلیت مسلمہ تھی آئندہ علیحدہ علیحدہ طور پر ہدیہ ناظرین ہوگی۔  
آپ انشطار خلافت میں خویش و بیگانہ امیر غریب کو ایک نگاہ سے دیکھنا اور  
انصاف کے ساتھ کام کرنے کے عادی تھے۔ مال کے تقسیم میں آپ ہر ہائیک  
اعتیاد کرتے تھے کہ چھوٹی سی چھوٹی چیز بھی تقسیم سے مستثنیٰ نہیں رہنے دیتے  
منقول ہے کہ ایک مرتبہ اصفہان سے کچھ مال آیا جس میں ایک روٹی بھی  
تھی۔ پہلے آپ نے مال کے سات حصے کئے پھر روٹی کے سات ٹکڑے کر کے  
ہر ایک حصے میں شامل کر دیا۔

آغاز خلافت میں۔ عراق۔ مصر۔ حجاز۔ یمن اور خراسان آپ کے زیر علم  
تھے۔ صرف ملک شام پر امیر معاویہ کا قبضہ تھا لیکن بعد میں مصر پر بھی امیر  
معاویہ نے قبضہ کر لیا۔

۵۔ اسی طرح امیر معاویہ زخمی ہوئے لیکن زخم خفیف تھا صحت پائے اور عمر ابن العاص  
اوس زخم مبارک تھے کسی اور اون کے مشابہت میں قتل ہوا۔

وفات کے وقت آپ کے حسب ذیل گورنر حکمران تھے۔ بصرہ پر عبداللہ  
ابن عباسؓ۔ فارس میں زیاد بن سمیعہ۔ یمن میں عبید اللہ بن عباسؓ رضہ۔  
مدینہ منورہ میں ابوالیوب انصاری۔ مکہ اور طائف پر قثم بن عباسؓ رضہ۔  
حضرت علیؓ کو مسلسل بغاوتوں کے جاری رہنے سے لمبے چوڑے  
قوانین وضع کرنے کا موقع نہیں ملا۔

بہ صدقہ کی آمدنی فقرا و مساکین وغیرہ میں صرف ہوتی تھی اور جزیہ کا قوت  
لشکر کی آراستگی سرحد کی حفاظت قلعوں کی تعمیر شروک و پلوں کی تیاری  
اور تعلیم میں صرف ہوتا تھا۔

ملک کی آبادی اور مرقہ الحالی کا اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ مضافات  
عائن کے عامل (گورنر) نے صرف چار شہروں سے ایک کروڑ اسی لاکھ و ہجڑ  
ایک سال میں وصول کئے۔

آپ تحصیل خراج کے متعلق اپنے عاملوں کو ہمیشہ تاکید کیا کرتے  
تھے کہ ہر کام میں خدا سے ڈرتے رہیں۔ مسلمانوں کو دکھ نہ دیں۔ حق منقرہ  
سے زیادہ نہ لیں۔ کسی کے ساتھ سختی نہ کریں۔ نرمی سے کام لیں  
اور جس کا خراج باقی رہ جائے اس کا اسباب خانہ داری و فروخت نہ کریں  
آپ کی عمر شریف برقت وفات ۶۳ سال تھی بعض کا قول ۶۴ اور  
۶۵ سال ہے۔ آپ نے پانچ سال چند ماہ خلافت کی آپ کو بارہ صاحبزادے  
اور پانچ صاحبزادیان تھیں۔ پہلے اولاد زنیہ کے صرف پانچ صاحبزادے  
یعنی حضرت امام حسنؓ امام حسینؓ محمد بن حنفیہؓ عباسؓ اور عمرؓ سے آپ کا  
سلسلہ نسل جاری ہے۔

نصیر

## یعقوب ابن لیث الصفا

از جناب محمد جمیل الرحمن صاحب یم۔ اے پروفیسر تاریخ و العلوم

ایران کے مشرقی حصے میں جھیل ہامون کی وہ دلدل واقع ہے کہ جس میں مشرقی اور شمالی ایران کے برساتی پانی اکو جمع ہو جاتا ہے۔ اس کے رقبہ موسم اور دریاؤں کے لحاظ سے ہمیشہ گھٹتا بڑھتا ہے۔ ارد گرد کی زمین ان تمام دریاؤں اور خصوصاً ہمند جس سے بہت سی قدرتی اور مصنوعی نہریں نکلتی ہیں) وجہ نہایت ہی زرخیز ہو گئی ہے۔ اس حصے کے علاوہ باقی تمام علاقہ ایک ہیبتناک صحرا ہے۔ زمانہ قدیم میں اس علاقہ کو زرنیکا کہتے تھے۔ یہی لفظ قرون وسطیٰ میں زرنیکا بن کر ایک ایک شہر کا نام ہو گیا۔ دوسری صدی قبل مسیح میں یہاں شمالی وحشی قوم ساالی آباد ہوئی۔ اس نسبت سے اس کو سکستان کہنے لگے جو آخر میں سکستان سجستان یا سیستان بن گیا۔ اس علاقہ میں سامون کی کثرت ہے اور اس کے چاروں طرف صحرا واقع ہے۔ اس کے شمال میں زابلستان ہے جو فی الواقع افغانستان کا ایک حصہ ہے اور زیادہ تر یہ اسی سلطنت کے زیر حکومت رہا۔ ایران کے تمام بڑے بڑے بہادر وں کے کارنامے سیستان میں وقوع میں آئے۔ چنانچہ رستم کے تمام قصوں کا تعلق اسی سرزمین سے ہے۔ گو کہ قدیم

لے ایک اور بیان کے مطابق عامل خراسان نے درہم کو قید کر کے بغداد روانہ کر دیا تھا۔

مذہبی کتابوں میں ان حکایات کا مطلق پتہ نہیں چلتا۔

شروع زمانے میں ہی عربوں نے سیستان کو فتح کر لیا تھا۔ مگر ملک کی دشوار گزاری کی وجہ سے ایک مدت تک یہ غیر مامون رہا۔ میدانی علاقوں میں اسلام نے بہت جلد ترقی کی مگر شمالی کوہستان میں اس کو مدت میں ترقی نصیب ہوئی۔ خاص سیستان میں بھی لوگوں کی ضدی طبیعتوں کا میدان خارجیت کی طرف رہا۔ اور انہوں نے خلفائے نبی عباس کے عاملوں کو کبھی چین سے نہیں بیٹھنے دیا۔ خاندان طاہرہ جو خلیفہ مامون کے وقت سے خراسان اور سیستان کا مالک تھا ان کا مقابلہ نہ کر سکا۔ اس خاندان کے زوال کے ساتھ ساتھ ہی ان لوگوں کا رنگ اور زیادہ باغی ہو تا گیا۔ چنانچہ سیستان اور دیگر صحرائی علاقوں میں ”خارجی“ اور انہیں مترادف الفاظ سمجھے جاتے تھے۔ معلوم ہوتا ہے کہ سلطنت کے زوال کے ساتھ ہی ساتھ لوگوں نے خارجیوں کے خلاف اپنی حفاظت کے لئے جمیعتیں بنالی تھیں۔ یہ لوگ بھی خارجیوں کی طرح یہی کہتے تھے کہ ہم فی سبیل اللہ لڑتے ہیں۔ ایسی ہی جمیعت کے ایک سردار درہم نامی نے آخر زنگ فتح کر لیا۔ اور خاندان طاہرہ کے عامل کو نکال باہر کیا۔ اس شخص کے ماتحتوں میں ایک شخص یعقوب لبث تھا جو شروع میں ٹہلیرے کا کام کیا کرتا تھا۔ اسی وجہ سے وہ اور اس کا خاندان صفار کے نام سے مشہور ہو گیا۔ وہ اس کے جنگجو بھائی کریم کے رہنے والے تھے جو کہ زنگ کے سبائب مشرق میں بت کے مشہور شہر کی سمت میں واقع تھا۔ اس کے زادبوم کے قریب ہی رستم کے گھوڑے کا اھطبل بتایا جاتا ہے۔ اور یہ ممکن ہے کہ اس کے قرب نے یعقوب کے دل و دماغ پر اثر کیا ہو۔ اس سے پیشتر بھی

یعقوب ایک دفعہ ہتھوڑے کی جگہ تلوار اٹھا چکا تھا۔ وہ صالح شاہ بست کی طرف سے پہلے بھی طاہر یہ خاندان کے برخلاف لڑا تھا مگر آخر میں صالح نے طاہر سے شکست کھائی اور اپنا تمام ملک کھو بیٹھا۔ اس کے بعد یعقوب پر بہت سے عجیب و غریب واقعات گزرے۔ درہم کی ماتحتی ہی میں وہ اپنی شجاعت و تہور کی بدولت بہت کچھ شہرت حاصل کر چکا تھا۔ اس نے دست بدست لڑائی میں خارجیوں کے مشہور بہادر عمان نامی افسر کو مارا تھا اس طرح آہستہ آہستہ وہ اپنے ساتھیوں میں اس قدر مشہور ہو گیا کہ درہم نے بھی بہتر سمجھا کہ وجہ کوروانہ ہو جائے اور پھر بغداد میں بودو باش اختیار کر لی۔ اب یعقوب ہی اس جمعیت کا سرور ہو گیا اور غالباً وہ اسی وقت اپنے آپ کو امیر کہلانے لگا ہو گا۔ یہ لقب اس زمانہ میں تقریباً بے معنی تھا کیونکہ اس کا اطلاق کسی فرجی افسر یا حاکم پر ہو سکتا تھا۔ اور ایسے بادشاہ کے لئے بھی استعمال ہوتا تھا کہ جس کے سامنے خلیفہ وقت کی حیثیت شاہ شہر خج کی سی تھی رفتہ رفتہ یعقوب نے اپنے وطن کو فتح کر لیا اور یہی جگہ آخر وقت تک اس کی سلطنت کا مرکز اور اس کے خاندان کے لئے بلجا وامن رہی۔ لوگ اس کی طرف اسوجہ سے متوجہ ہونے لگے کہ اس نے ملک کورائزوں سے پاک کر کے راستوں کو مامون کر دیا تھا۔ سیستان کے بہادر باشندے خاص طور پر اس کے طرفدار ہو گئے۔ اور اپنے ہم وطن کی شخصیت پر بجا طور پر فخر کرنے لگے۔ اسی وجہ سے وہ سلطنت جس کی اس نے بنیاد ڈالی تھی سیستانی سلطنت کے نام سے مشہور ہو گئی تھی اس ملک میں اس زمانہ میں بھی خطبہ خلیفہ ہی کے نام پڑھا جاتا تھا۔ اس ظاہر داری کی ایک خاص وجہ یہ بھی ہوئی کہ وہ اس وقت خارجیوں کے مقابلہ پر لڑ رہا تھا۔ مگر یہ تمام



ظاہر داری کسی طرح بھی اس کی الو العز می کے مانع نہ ہو سکتی تھی۔ زیادہ زیادہ یعقوب کو یہ کرنا پڑتا تھا کہ خلیفہ کی خدمت میں تحائف بھیجتا رہے کوائف سے معلوم ہوتا ہے کہ شروع میں اس نے خاندان طاہریہ کے بادشاہ محمد کو اپنا حاکم مانا تھا۔ یہ تمام واقعات ۳۷۱ھ میں وقوع میں آئے۔

۳۷۱ھ میں یعقوب نے اپنی سرحد عبور کر کے محمد کے حاکم سے سخت جنگ و جدل کے بعد ہرات اور پشنگ لے لیا۔ ہرات کے شہر ہران و دونوں میں اکثر لڑائی رہا کرتی تھی۔ اس وقت وہ خراسان کے اتنے ہی حصے پر قانع ہو گیا کیونکہ خاندان طاہریہ اس وقت تک اس کے بس کا نہ تھا اس خاندان کے کئی آدمیوں کو وہ قید کر کے اپنے ساتھ سیستان لے گیا مگر بعد میں خلیفہ مقرر کے حکم سے ان کو آزاد کرنا پڑا خلیفہ کے پاس وہ پہلے ہی اس مال غنیمت میں سے جو کہ کافروں کے ساتھ لڑائی کے دوران میں ہاتھ لگا تھا تحائف بھیج چکا تھا۔ اصل میں اس کا مطلب یہ تھا کہ اسے کرمان کا جو کہ سیستان کے مغرب میں واقع ہے حاکم مقرر کر دیا جائے۔ اتفاق سے علی ابن حسین کا بھی جو کہ پارس میں بہت طاقتور تھا یہی مدعا تھا۔ فی الحقیقت کرمان پارس ہی کا ایک حصہ ہے۔ خلیفہ یا یون کہو کہ محمد نے جو اس وقت بغداد اور سرمن رائے کا حاکم تھا ان دونوں کے نام اسل میرد فرمان بھیج دیے کہ وہ دونوں لڑ بیڑ کر خدیج ہی اپنے آپ کو تباہ کر لینگے۔

علی ابن حسین کے سپہ سالار شوکن نے قبل اس کے کہ یعقوب سیستان کا دشوار گزار راستہ طے کرے فوراً ہی کرمان کے دار الخلافہ پر قبضہ کر لیا یعقوب ایک یا دو مہینے تک دار الخلافہ سے ایک روز کے مسافت پر ڈیرا ڈالے پڑا بعد ازیں اس نے وہاں سے کوچ کیا اور دشمن کی حالت سے برابر باخبر رہا

آخر کار بے خبری کی حالت میں توک پر حملہ کر کے اس کو قید کر لیا۔ غنیمت میں یعقوب کو بہت کچھ مال متاع ہاتھ آیا۔ اس میں زیور و ن کا وہ صندوق بھی تھا جو کہ توک اپنے بہادر و ن کو انعام دینے کے لئے اپنے ہمراہ لایا تھا علاوہ ازیں ایک صندوق زنجیروں کا بھی تھا۔ یہ زنجیریں قیدیوں کے تھیں۔ یعقوب نے زیورات اپنے سپاہیوں میں تقسیم کر دئے اور زنجیروں سے دشمنوں کی مشکین کس لین۔ اور سب سے بہاری زنجیر توک کے لئے محفوظ رکھی۔ جب اس کی مشکین کسی جا بھی تھیں تو یہ معلوم ہوا کہ اس نے کچھ عرصہ قبل ہی گرمی کی وجہ سے اپنی فصد کھلوانی تھی۔ اس وقت فاتح یعقوب نے اس سے کہا کہ اس قدر عیش و عشرت میں زندگی بسر کرتے ہوئے تم ایک ایسے دشمن سے لڑنے کے لئے تیار تھے کہ جس نے دو چہینے سے بستر پر کمر نہیں لگائی۔ جو تانہیں اتارا اور صرف اس روٹی پر گزارہ کیا جو کہ اس کے ساتھ تھی۔

اس کے بعد یعقوب فصد ہی پارس کی طرف روانہ ہو گیا۔ یہ مقام کرمان بھی کہیں اچھا تھا۔ اور خلیفہ وقت کی سلطنت میں سب سے زیادہ زرخیز تھا علی اور شیراز کے بعد سہرورد و وہ لوگوں نے اس کو لکھا کہ کافروں کے مقابلہ میں تمہاری لڑائیاں ضرور قابل تعریف ہیں مگر خلیفہ وقت کی حکومت میں مداخلت اور خونریزی گناہ کبیرہ سے بھی بدتر ہیں۔ مگر ان کی ایک بھی پیش نہ گئی۔ بالآخر غل نے اپنی شکست خوردہ فوج کے باقی ماندہ آدمیوں کو ساتھ لے کر دریائے کوراک کے کنارے ایک محفوظ جگہ پر قلعہ بندی کی۔ یہ مقام دارا الخلافہ سے بہت دور تو نہ تھا مگر اس میں خبی یہ تھی کہ اس تک پہنچنے کے لئے صرف ایک ہی راستہ تھا اور بھی اس قدر تنگ کہ اس میں سوار صرف

ایک آدمی بمشکل گذر سکتا تھا۔ یعقوب نے اپنی فوج کو دریا سے کچھ فاصلہ پر ہی ٹھہرنے کا حکم دیا۔ اور خود پندرہ فٹ لمبا نیزہ لے کر موقع دیکھنے کے لئے آگے بڑھا۔ دوسرے کنارے پر سے دشمنوں نے بہت سے تعارتیں فیرے چست کئے مگر اس کو ایک ایسی جگہ معلوم ہو گئی جہاں سے فوج باسانی دریا عبور کر سکتی تھی اس نے فوراً اپنی فوج کو حکم دیا کہ تمام اسباب چھوڑ کر دریا میں کود پڑو۔ غرض اس ترکیب سے دشمن پر اچانک چبھے سے حملہ ہوا اور وہ بغیر مقاومت بھاگ نکلا۔ ایک عینہی شاہد کا بیان ہے کہ اس دریا کو عبور کرتے وقت یعقوب کی فوج ایک بڑے کٹے کے پیچھے پیچھے رہی جس کو اس نے شاید پانی کی طاقت اور روانی معلوم کرنے کے لئے دریا میں چھوڑ دیا تھا۔ اس موقع میں علی بھی گرفتار ہو گئے۔ یہ واقعہ ۷۵۷ھ کا ہے۔ آئندہ شب شیراز بھی فتح ہو گیا۔ باشندگان شہر کا خیال تھا کہ یعقوب تمام شہر کو اپنی فوج لٹوا لے گا۔ مگر اس نے سوائے شاہی خزانہ اور علی اور اس کے امرا کی جائداد و کسی چیز کو ہاتھ نہ لگایا۔ علی اور توک جنہوں نے اس کی ذات پر حملے کئے تھے طرح طرح کے عذابوں کے بعد اپنے پوشیدہ خزانوں کے ظاہر کرنے پر مجبور ہوئے۔ چند ہی روز کے بعد وہ اپنے قیدیوں اور مال غنیمت کو ساتھ لے کر سیستان روانہ ہو گیا۔ وہاں پہنچ کر اس نے خلیفہ کو نہایت ہی بشیر بہا تحائف بھیجے اور ساتھ ہی اپنی وفاداری کا یقین دلایا۔ مگر اس وقت تک یہ تمام کام صرف ایک راہزن کے کامیاب پہلے سے زیادہ وقت نہ رکھتا تھا اس وقت تک اس کی حالت ایسی نہ تھی کہ وہ پاس کے متقل قبضے کا بھی ارادہ کرتا۔ کیونکہ تمام ملک میں بلند پہاڑ کھڑے تھے اور طرح طرح کی قدرتی رکاوٹیں موجود تھیں۔ اس علاقہ میں قلعے بھی کثرت سے پائے جاتے تھے

اس وقت یعقوب کرمان کا مالک تو تھا مگر پوری طرح نہیں اتفاق سے  
بارش کے برفانی کوہستان کے وحشی باشندے آہستہ آہستہ اس کے  
اور اس کے جانشینوں کے مطیع ہو گئے۔

یعقوب نے اپنی فتوحات کا تمام زور شمال کے کوہستانی علاقہ پر ڈالا  
جہاں معلوم ہوتا ہے کہ وہ پہلے بھی کچھ لڑ بھڑ چکا تھا۔ اس نے اور اس کے  
جانشینوں نے ان مقامات پر بہت سے چھاپے مارے مگر اتفاق سے  
ان کی کوئی تفصیل ہم تک نہیں پہنچی۔ بہر حال انہوں نے اس ملک میں  
جس کو اب افغانستان کہتے ہیں اسلام کی ترقی میں بہت مدد دی۔  
میں اس کا ایک سفیر دربار خلافت میں ان باتوں کو لے کر حاضر ہوا جو اس نے  
کابل اور اس کے گرد و نواح میں پائے تھے۔ اس قسم کے تحائف دینے  
دار الخلافہ اسلام میں نہ دیکھے گئے تھے۔ ان تمام باتوں کی وجہ سے حامی اسلام  
کی حیثیت سے یعقوب کی وقعت عام لوگوں میں بہت زیادہ بڑھ گئی  
اس سفارت کا ایک اور اہم مقصد بھی تھا۔ کہ معلوم ہو جائے کہ اب خلیفہ  
اپنی وفادار رعیت یعنی یعقوب کو کونسا علاقہ دیکھا۔ موفق جو کہ اس وقت  
نائب السلطنت کی حیثیت میں کام کر رہا تھا یہ چاہتا تھا کہ یعقوب کفار  
اور ویرانہ علاقہ مسلمانوں کے مقابلہ میں لگا رہے۔ موفق کا یہ خیال تھا کہ  
اس طرح وہ خلیفہ کی سلطنت سے دور ہی دور رہے گا۔ جب مختلف  
بغاوتوں کے بعد محمد ابن واصل پارس میں فتحیاب ہوا اور اس کو خلیفہ  
نے بھی حقیقی حاکم تسلیم کر لیا تو یعقوب اس علاقہ پر فوج کشی کے لئے روانہ  
ہوا۔ اسی وقت اس کو خلیفہ کا ایک خط ملا جس میں اسے سیستان، کرمان  
کے علاوہ بلخ اور ہندوستان تک کے تمام شمالی علاقوں کا حاکم مقرر کیا تھا

غرض کہ موافق نے اس کو پارس سے دوران مالک کا حاکم مقرر کیا جو کہ پہلے ہی اس کے قبضے میں تھے یا جن کو حکومت سے پہلے فتح کرنا ضروری تھا۔ اس کا صاف طور پر پتہ نہیں چلتا کہ آیا وہ یعقوب سے مقررہ خراج کا بھی متوقع تھا یا نہیں۔

تھوڑے ہی عرصے بعد یعقوب نے بلخ پر قبضہ کر لیا اور ہم خود تصور کر سکتے ہیں کہ یعقوب جیسے سپاہی نے اپنے سرحدی علاقہ کی نئی رعایا کو کیسا سلوک کیا ہوگا۔ اور اسے خراج وصول کرنے میں کیا کیا سختیاں کرنی پڑی ہوں گی۔ بہر حال ملت وراثت تک اس کا اور اس کے جانشینوں کا نام بلخ کے گروہ و نواح میں اچھی طرح نہ لیا جاتا تھا۔ ہم کو یہ بھی معلوم ہے کہ وہ علاقے جو اس کے یا اس کے خاندان کے زیر حکومت رہے ہمیشہ بدترین محاصل اور خراجوں کو برداشت کرتے رہے۔ ہم یہ بھی بخوبی جانتے ہیں کہ اسے اور اس کے خاندان نے کرمان اور سیستان کے علاوہ اپنی رعایا کی بہبود کی کبھی پروا نہ کی۔ اس میں ذرا بھی شک نہیں کہ وہ خراج اور محاصل کے معاملہ میں نہایت ہی سخت تھے۔ اور واقعہ یہ ہے کہ ایک سپاہی سے اس سے زیادہ توقع بھی نہ ہو سکتی تھی۔ مگر اس بات سے کہ ایک صدی بعد تک سیستانیوں کا نام اچھی طرح نہیں لیا جاتا تھا صاف طور پر ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اس معاملہ میں حد سے گزر گئے تھے۔

اسی اثنا میں عین خراسان میں بھی خاندان طاہریہ کے بادشاہ محمد کی طاقت تبدیل ہونے لگی تھی۔ حسن بن زید حاکم طبرستان نے اس سے گرگان کا علاقہ بھی چھین لیا تھا۔ خراسان کے اور علاقے بھی اسی طرح اور لوگوں کی دست برد میں آ گئے تھے۔ ان حالات کو دیکھ کر یعقوب کو یہ

بہت ہوئی کہ اس تمام علاقے پر قبضہ کر لے کہ جس کا مشرق حصہ پہلے ہی کے  
 قبضہ میں تھا۔ ان تمام باتوں سے یہ صاف طور پر ظاہر ہوتا ہے کہ اس نے  
 خلیفہ کے مقرر کردہ علاقوں پر ہرگز قناعت نہ کی۔ حملہ کرنے کا یہاں بھی  
 اسے فوراً ہی ہاتھ آگیا۔ عبداللہ نے سیستان میں یعقوب کے خلاف  
 بغاوت کر دی اور آخر کار وہاں سے بہاگ کر خراسان میں پناہ لی۔ کچھ  
 خط و کتابت کے بعد محمد بن زید نے اس کو اس بات پر رضامند کر لیا کہ  
 بجائے نیشاپور کے وہ اس کی ماتحتی میں چند انصلاخ پر قبضہ کر لے  
 جو کہ یعقوب کے علاقے میں واقع تھے۔ مگر جس نے اس معاملے سے  
 قبل ہی خراسان کے تمام امرا سے سمجھوتا کر لیا تھا یہ سنتے ہی سیستان سے  
 براہ ہرات نیشاپور کی طرف روانہ ہوا۔ محمد نے اس کے پاس سفیر بھی بھیجا  
 مگر محض بے سود ہوا۔ سترہ مہینے یعقوب بغیر کسی مزاحمت کے ظاہری  
 کے بارونتی دار السلطنت نیشاپور میں جاوا غلج ہوا۔ محمد یا تو بہاگ ہی  
 نہ سکا یا اس نے بہاگ نہ کیا ہی نہ چاہا وہیں نیشاپور میں مقیم رہا کہا جاتا  
 کہ اس کا یہ خیال تھا کہ وہ یعقوب پر اپنا اثر ڈال سکے گا۔ اس کا ارادہ تھا  
 کہ غاصب سے زچرو تو بیچ سے پیش آئے مگر یعقوب نے چپکے سے اس کو  
 اور اس کے خاندان کے تمام مردوں کو قید کر لیا۔ اس طرح خراسان میں  
 خاندان طاہریہ کا پچاس سالہ دور حکومت ختم ہوا۔ اس کے بعد ہی یعقوب نے  
 ایک سفارت و دربار خلافت میں روانہ کی اور یہ جتلا یا کہ اس نے یہ کام  
 خود خراسانیوں کے کہنے پر کیا ہے۔ کیونکہ محمد کے زمانہ میں حکومت  
 و سلطنت میں خرابی پڑ گئی تھی۔ اور یہ کہ نیشاپور کے باشندے خود اس کے  
 استقبال اور مشہر کو حوالے کر دینے کے لئے شہر سے باہر آ گئے تھے

وفا داری کے اظہار کے لئے سفارت کے ساتھ ہی اس نے خلیفہ کی خدمت  
 میں ایک خارجی کا سر بھی بھیجا تھا۔ جو تیس برس سے اپنے آپ کو الیمونین  
 کہلاتا تھا۔ سفارت کو شرف باریابی عطا ہوا مگر یہ حکم ملا کہ اگر یعقوب اپنے  
 آپ کو بغاوت کے الزام سے بچانا چاہتا ہے تو اس کو چاہیے کہ خراسان کو  
 فوراً خالی کر دے۔ اور حتیٰ فی الواقع اس کے چند آدمی جو کہ اس وقت بغداد میں  
 موجود تھے قید کر لئے گئے۔ مگر یعقوب ان تمام کارروائیوں سے وہو کے  
 میں آنے والا نہ تھا۔ وہ نہایت ہی اطمینان سے اپنے مفتوحہ ملک کے  
 نظم و نسق میں مشغول ہو گیا۔ سیستان کے باغی عبداللہ نے محمد کی شکست  
 کے بعد طبرستان کے علوی بادشاہ کے ہاں پناہ لی تھی۔ اس نے اس کے  
 حوالے کرنے سے انکار کیا۔ اس پر یعقوب نے اس ملک پر بھی حملہ کرنے کا  
 امدادہ کر دیا۔ راستے میں اسے ایک شخص ملا جو ایک مذہبی جماعت کا گروہ  
 تھا۔ اس نے آپ کو یعقوب کی مدد کے لئے پیش کیا۔ یعقوب نے اسکی  
 استدعا قبول کرنے کے بجائے اس کو قید کر لیا۔ تفصیل معلوم نہ ہونے کی  
 وجہ سے ہم صاف طور پر یہ نہیں کہہ سکتے کہ یعقوب نے اس کے ساتھ وہو  
 اور فریب سے کام لیا۔ مگر بہر حال اس معاملے میں اور محمد کی قید کے بارے  
 میں اس پر فریب وہی کا شبہ ضرور ہوتا ہے۔ یعقوب ساحل سمندر کے  
 ساتھ ساتھ گیا اور اس طرح دشوار گزار پہاڑوں کو مشرق میں چھوڑ دیا  
 پُرانے قلعے جو اس علاقے کو شمالی خانہ بدوش اقوام کی زور سے بچائے تھے  
 اس کے مزاحم نہ ہو سکے۔ جلد ہی وہ ساری کے گرد و نواح کے اس میدان  
 میں جا پہنچا جو بحیرہ خزر کے شمالی ساحل پر واقع ہے۔ یہاں حسن نے  
 اس کا مقابلہ کیا مگر شکست کھائی اور ویکم کے پہاڑوں میں پناہ گزین ہوا۔

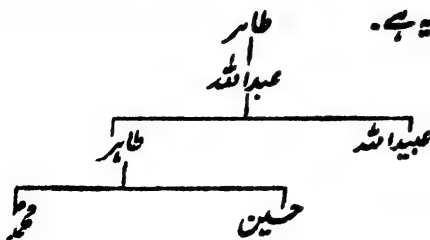
یعقوب نے فوراً ساری اور امول کے شہروں پر قبضہ کر لیا۔ اور چونکہ اس  
یہ خوب معلوم تھا یہ مقامات مستقل طور پر اس کے قبضے میں نہیں رہ سکتے  
اس لئے ان سے ایک سال کا خرچ و حمل کیا۔ اس کے بعد وہ حسن کے  
نقاب میں روانہ ہوا۔ مگر بلند اور جنگلوں سے ڈھکے ہوئے پہاڑا سب سے  
لئے نہایت خطرناک تھے۔ اور خاص کر اس زمانے میں کہ بارش کی خبر یا  
ہفتون بندہ ہوتی تھیں۔ یہ علاقہ اپنی رطوبت کی وجہ سے ایسا ہی بنام  
ہے جیسا کہ ایران کا باقی حصہ اپنی خشک سالی کے سبب تمام ملک میں  
گھنے جنگل ہیں۔ یہی یعقوب کے واپس آ جانے کی وجہ تھی۔ کیونکہ ممکن  
تھا کہ کسی تنگ درے میں ہنس کر اپنی تمام فوج سے ہاتھ دھونا پڑے۔ اس  
پہلے بھی وہ بہت سا اسباب بار برداری کے جانور اور بہت سے سپاہی  
کھو چکا تھا۔ تاریخ دان جانتے ہیں کہ یعقوب کا حال ایرانی جرنیل سے  
بہر حال بہتر تھا کہ جس نے ان کو ہستانوں میں داخل ہونے کی جرات  
کی تھی۔ طبرستان سے واپس آ کر اس نے رتے کا رخ کیا۔ کیونکہ اسے  
معلوم تھا کہ عبداللہ نے وہاں کے گورنر کے پاس پناہ لی ہے۔ حاکم  
رے نے اپنے آپ کو یعقوب سے بچانے کے لئے عبداللہ کو اس کے  
حوالے کر دیا۔ عبداللہ کو قتل کر کے وہ پھر واپس ہوا کیونکہ وہ جانتا تھا  
کہ میڈیا کے فتح کرنے کا وقت ابھی نہیں آیا۔ اس کے چلے جانے کے  
بعد حسن اپنے ملک میں واپس آیا اور ان تمام لوگوں کو جنہوں نے یعقوب کا  
ساتھ نہ لیا تھا۔ سخت سزا دی۔ یعقوب کے قیام طبرستان کے  
زمانہ میں حسین خاندان طاہرہ کے ایک ممبر اور محمد کے بھائی نے ترکوئی  
ایک جمعیت کے ساتھ مرو کے جنوبی حصے پر قبضہ کر لیا تھا۔ مگر یہ نہیں



کہا جاسکتا کہ وہ اس جگہ کتنی مدت رہا۔ پیر حال یعقوب اپنے تمام تفصیلات  
 آگے باوجود خراسان کا ویسا ہی بادشاہ بنا رہا۔ ساری کے فتح کے بعد  
 ہی یعقوب نے ایک اور سفارت دربار خلافت میں روانہ کی تھی۔ اور  
 خلیفہ کو یہ خوشخبری دی تھی کہ اس وقت اس کے پاس کم از کم پچاس  
 علوی قیدی ہیں۔ مگر یہ اس کی معافی کے لئے کافی ثابت نہ ہوا۔ ۸۸۷ء  
 کے آخر میں خلیفہ نے عید اللہ کی معرفت شمال مشرق کے تمام حاکموں کو  
 جو اس وقت بغداد میں تھے واپسی میں حاضر تھے جمع کیا اور ان کو ایک فرمان  
 سنایا جس میں یعقوب کو غاصب اور حاکم علاقہ کی قید کو ایک جرم قرار دیا  
 تھا۔ ایسا فرمان دور دراز مقامات میں خلیفہ کے حکم کے متعلق اطلاع  
 دینے میں نہایت ہی ہوشیار ہوا کرتا تھا۔ خصوصاً اس وجہ سے کہ ایسے  
 وقت میں حاجی اپنے دینی جذبات کے لحاظ سے خلیفہ کے حکم پر زیادہ توجہ  
 کرتے تھے۔ اس کے علاوہ اس فرمان کی تیس نقلیں مختلف مقامات میں  
 بھیجی گئیں۔

اسی زمانے میں عبداللہ ابن واٹش جو کہ خلیفہ کے مستدار نائب السلطنت  
 حدائق کاچازاد بھائی تھا دمشق سے یعقوب کے کسب میں انتقال کیا۔ اتفاق  
 سے ہم کو اس واقعہ کے حوالے کے متعلق اور کوئی تفصیل معلوم نہیں۔ لیکن جو کہ

۱۔ خلیفہ ابن طاہر کا خجورہ نسب یہ ہے۔



عبداللہ یعقوب کے پاس اس امید سے آیا ہو کہ اس کی مدد سے اپنے باپ اور بھائی (مہندی) کا تخت و تاج حاصل کرے اور یعقوب نے اسکو خلیفہ کے اشارے سے قتل کر دیا ہو۔ مگر تاہم اس واقعہ کے اور اسباب بھی ہو سکتے ہیں۔

یہ یقینی طور پر نہیں کہا جاسکتا کہ خلیفہ کی دورخی اور خراسان میں ایک سے زائد عمال کی تقرری سے یعقوب تنگ آگیا تھا۔ یا جنوبی اضلاع کی حالت نے اس کے جذبات حرص کو بڑھایا تھا۔ مگر یہ یقینی ہے کہ اب پہرہ پارس کی طرف متوجہ ہوا۔ اور اپنے بھائیوں دعر اور علی کو خراسان میں حقوق کی حفاظت کے لئے چھوڑ گیا۔ (باقی وارو)

ترجمہ

محمد جمیل الرحمن ایم۔ اے

# ایمان اور اعمال صالحہ

## از حافظ محمد منظر صاحب (دارالعلوم)

اس زمانہ میں جبکہ عربی سے عموماً اور علوم اسلامیہ و قرآن مجید سے خصوصاً دلچسپی اور شوق روز بروز کم ہوتا جا رہا ہے۔ حلقہ القرآن ایک نعمت غیر شریک ہے۔ میرے خیال میں ہر اس شخص کی جو کچھ بھی عربی جانتا اور قرآن مجید کو تہوڑا بھی سمجھ سکتا ہے یہ کوشش ہونی چاہیے کہ وہ حلقہ کے سامنے کسی نہ کسی وقت اپنے خیالات ظاہر کرے تاکہ دوسرے بھی اسکا شوق ہو۔ اس لحاظ باوجود بیچ مدانی میں آج آپ کے سامنے آیا ہوں اور چاہتا ہوں کہ ایمان اور اعمال صالحہ پر گفتگو کروں۔

سب سے پہلے میں یہ ظاہر کروں گا کہ میرے مضمون کہاں سے سلی مقصود اور اصلی مخاطب میرا نفس مذنب و غافل ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

یا ایہا الذی اصنولم تقولون مالا	{	اے ایمان والو کس لئے ایسی بات کہتے
تقولون کبر مقتا عند اللہ ان		ہو جو کرتے نہیں۔ خدا کے پاس بڑا گناہ ہے
تقولوا مالا تقولون	{	کہ ایسی بات کہہ جو نہ کرے۔
اور میری حالت ہے کہ وما ابوء		اور میں اپنے نفس کی برائت نہیں کرتا یقیناً
نفسی ان النفس لامارتہ بالسوء	{	نفس برائی کی طرف مائل ہے۔ لیکن اگر اللہ رحم
الامارحم ربی ان ربی لغفور رحیم		کرے۔ بلاشبہ میلو رب غفور اور رحیم ہے۔

اس صورت میں میری جرأت اور مجال نہیں کہ باوجود اپنی کم گشتگی کے بجائے دوسروں کی رہبری کروں۔ دو سال قبل حیدرآباد میں ایک مشہور مبلغ اسلام آئے تھے اور انہوں نے سورۃ العصر کی تفسیر کرتے ہوئے کھا کہ جہاں کہیں ایمان والوں کا ذکر ان کے مدارج عقبی کا بیان قرآن مجید میں ہوا ہے ہاں اعمال صالحہ کی شرط بھی لازمی طور پر درج ہے اور ایمان بغیر عمل صالح مقبول نہیں۔ اس تقریر کے ساتھ ساتھ ہیکو خیال آیا قرآن مجید میں ایسی آیات بھی ہیں جن میں ایمان والوں کا ذکر اور ان کے مدارج عالیہ کی بشارت درج ہے۔ لیکن اعمال صالحہ کے الفاظ شامل نہیں ہیں اور اسی کے ساتھ فی الوقت دو آیات بھی یاد آئے۔ پہلی بھی خیال آیا کہ قرآن مجید کی حالت یہ ہے کہ تفسیر بعضہ بعض اس لئے اعمال صالحہ کی تصریح خود قرآن مجید سے ہونی چاہیے کہ کیا ہیں تھوڑے غور کے بعد یہ ظاہر ہوا کہ اونہیں آیات میں جو محکوم یا د آئی ہیں اعمال صالحہ کے الفاظ تو نہیں ہیں لیکن جس کام کا حکم ان میں دیا گیا ہے یا جن افعال کی بنا پر فلاح کی بشارت دی گئی ہے وہ بجائے خود اعمال صالحہ ہیں۔ اس طرح دونوں سوالوں کا جواب حل ہو گیا کہ کسی جگہ ایمان کے ساتھ صرف اعمال صالحہ کا ذکر ہے اور اعمال صالحہ کی تفصیل نہیں ہے جیسے کہ سورۃ العصر میں اور کسی جگہ اعمال صالحہ کا خاص لفظ تو لایا نہیں گیا ہے لیکن وہاں ایسے کاموں کا ذکر ہوا ہے جن کا نفل یا ترک فعل حضرت مالک المکذ ذوالجلال والاکرام کی بارگاہ کبریائی میں مقبول ہے اور یہی حقیقت میں اعمال صالحہ ہیں جو امتین اور قوت مجہکوم یاد آگین تعیین وہ یہ ہیں۔

یا ایہا الذین آمنوا توبوا لی اللہ  
توبۃ نصوحا عسی ربکم ان یکفر  
عنکم کھیاتکم ویدخلکم جنۃ  
تجری من تحتھا الانهار  
قد افلح المؤمنون الذین هم فی  
صلاۃهم خاشعون والذین هم  
عن اللغو معوضون والذین هم  
الذکوۃ فاعلون والذین هم لفرد  
جہم حافظون الاعلیٰ ازواجہم  
او ماملکت ایما ہم فانہم عنید  
ملوین فمن البخی واعد اللہ  
فاللک ہم العادون والذین  
لاماناکم وعید ہم راعون  
والذین علی صلوٰۃہم محافظون  
اولئک ہم الوارثون الذین  
یرثون الفردوس ہم فیہا  
خلدون -

اے ایمان والو توبہ کرو اللہ کی طرف توبہ  
نصوحہ شاید تمہارا پروردگار تمہارے گناہ  
بخشدے اور تم کو جنتوں میں داخل کرے  
جن کے نیچے نہرین بہتی ہیں -

یقیناً فلاح پائی اور مومنوں نے جو اپنی نماز  
میں ڈرتے ہیں - اور وہ لوگ جو لغویات سے روکنا  
ہوتے ہیں - اور وہ لوگ جو اپنی شرم گاہوں کی  
حفاظت کرتے ہیں - بانشأ انہی ازواج اور  
لوژیوں کے جس پر وہ قابل ملامت نہیں اور  
جو اس کے علاوہ تلاش کرے وہ تجاوز  
کرنے والوں میں ہیں - اور جو لوگ اپنی  
امانتوں اور معاہدوں کو نگاہ رکھتے  
ہیں - اور جو لوگ اپنی نازوں کی حفاظت  
کرتے ہیں - اور یہ لوگ وارث میں  
فردوس کے اور اس میں ہمیشہ  
رہیں گے -

علقۃ القرآن میں شرکت کے بعد مجھ کو اس اجمال کی تفصیل حلقہ میں  
کرنے کا خیال آیا اور ان آیات قرآنی کو خاص طور سے دیکھنے لگا  
جن میں ذکر ایمان یا ذکر اعمال صالحہ ہوا ہے اور اس سے جو باتیں پیش  
کبھی ہیں وہ آپ کے سامنے ظاہر کرتا ہوں -

آیات قرآن مجید جنہیں ایمان اور مومنوں کا ذکر ہوا ہے۔ کچھ اقسام میں منقسم کئے ہیں۔ (قسم اول) مین مومنوں کو مخاطب کر کے کسی کام کرنے کا حکم دیا گیا ہے یا کسی کام سے منع کیا گیا ہے۔ اس قسم کے آیات مختلف طریقوں سے وارد ہوئی ہیں کہیں یا ایھا الذین آمنوا کے احکام دئے گئے ہیں۔ جیسے کہ وہی آیت جو اوپر گزری اور کہیں جناب حضرت سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حکم ہوا ہے کہ مسلمانوں کو کہہ دیں مثلاً۔

قل للمؤمنین یعضوا من ابصارہم ویحفظوا فرجہم ذالک انہم اکل اللہ خبیر بہا یصنعون

کہہ دے محمد مومنوں کو کہ اپنی نگاہیں نیچی کریں اور اپنی شرم گاموں کی حفاظت کریں یہ اون کے لئے زیادہ پاکیزہ ہے اور اللہ بہت خبر رکھتا اون کے کاموں کی۔

بعض جگہ بالفاظ ماضی اون مومنوں کا ذکر ہوتا ہے۔ جن کو خداوند تعالیٰ کی رضامندی کی نعمت نیک اعمال کے صلہ میں حاصل ہوئی ہے۔ اور اون کے اعمال کی تفصیل بھی کی گئی ہے۔ اس کی مثال آیہ قد افلح المؤمنون ہے بعض جگہ اس قسم کے مماثل آیات بالفاظ مضارع آئے ہیں۔ اس کی مثال۔

ان الذین من حشیۃ ربہم مشفقون والذین ہم بایات ربہم یومنون الذین ہم برہم لا یشرکون والذین یوتون ما آتوا وقلوبہم و جلة انہم الی ربہم راجعون

بیشک وہ لوگ جو اپنے پروردگار کے عذاب سے ڈرتے ہیں۔ اور وہ لوگ جو اپنے پروردگار کے آیات پر ایمان لاتے ہیں۔ اور وہ لوگ جو اپنے پروردگار کے ساتھ شریک نہیں شہرتے ہیں اور وہ لوگ جو دیتے ہیں وہ جو انکو دیا گیا ہے (حیات کرتے ہیں) اور انکے قلوب اس پر تپتی ہیں کہ انکو

اولئک یسارعون فی الخیرات  
وہم لہا ساقون۔

پروردگار کی طرف پلٹے والے میں بھی لوگ  
جلدی کرتے ہیں نیکوں کی طرف اور وہی آگے

جائے والوں میں ہیں۔

بعض جگہ بالفاظ استفہام احکام دئے گئے ہیں اس کی مثال۔  
الم یأتی للذین آمنوا تحشع  
قلوبہم لئلا یراہوا اللہ من الحق۔

کیا وقت نہیں آیا اداؤں کو گون کے لئے جو  
ایمان (ظاہری) لائے ہیں اور ان کو دلوں میں خدا کو

یاد کر کے اولہ سچے جوحقی طور پر نازل ہوئی فطری پر۔

ان چاروں طریقوں سے جہاں احکام اہل ایمان کو قرآن مجید میں دئے گئے  
وہ نہایت کثیر ہیں۔ ان آیات کے آخر میں کہیں تو فلاح و مغفرت اور  
انعام الہی کا ذکر ہے۔ بعض جگہ نہیں۔ خود کرنے سے اوس کی وجہ واضح  
ہوتی ہے کہ جو افعال صرف دنیوی ہیں اور کو مجر و بجالانا کافی ہے جیسے کہ۔  
یا ایہا الذین آمنوا لا تخربوا  
اطبیات ما احل اللہ وتعتدوا  
ان اللہ لا یحب المصدین۔

اے ایمان والو جو پاک چیزیں اللہ نے تم پر  
حلال کی ہیں اور کو حرام نہ ٹھہرو اور نہ یاد دہانی  
انکرو اللہ زیادتی کریاؤں دوست نہیں کرتا۔

دوم میں نام نہا و مومنوں کے متعلق ظاہر فرمایا گیا ہے کہ وہ مومن  
نہیں ہیں اور اس کے دلیل کے طور پر ان کو برے اعمال کی تفصیل  
کی گئی ہے جیسے کہ ومن الناس من یقول آمنا باللہ وبالیوم  
الآخر وما ہم بمؤمنین یجادعون اللہ والذین آمنوا وما  
یجدعون الا انفسہم وما یشعرون۔ بعض آدمی کہتے ہیں کہ ہم خود  
اللہ اور یوم آخرت پر ایمان لائے ہیں اور وہ مومن نہیں ہیں۔ اللہ کو  
اور ایمان والوں کو دہوکہ دیتے ہیں مگر وہ حقیقت میں اپنے نفس کو

وہو کہ دیتے ہیں اور سمجھتے نہیں ہیں اس کے بعد آگے چل کر ان کے وہ اعمال کی اس طرح تصریح ہوئی ہے۔

وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ لَا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ  
انَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُونَ إِلَّا أَتَاهُمْ  
الْمُفْسِدُونَ وَلَا كُنْ لَا يَشْعُرُونَ  
وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ آمَنُوا كَمَا آمَنَ النَّاسُ  
قَالُوا نَحْنُ كَمَا آمَنَ السُّفَهَاءُ  
إِلَّا إِنَّمَا هُمْ السُّفَهَاءُ وَلَا يَتَذَكَّرُونَ  
وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ لَا تَقُولُوا  
آمَنُوا قَالُوا آمَنَّا وَإِذَا خُلِوا بِهَا  
أَعْيُنُهُمْ قَالُوا إِنَّمَا نَحْنُ  
مُسْتَهْزَؤُونَ۔

اگرچہ منافقوں کا ذکر قرآن مجید میں کثرت سے آیا ہے لیکن ایسی آیات جنہیں الفاظ ایمان بھی بجا رح ورج ہیں اور پھر عدم ایمان کا ذکر ہوا ہی زیادہ نہیں ہیں۔

آیات (قسم سوم) میں مجل و کرا ایمان لا یتوالون اور اعمال صالحہ کرنے والوں کا بالفاظ ماضی یا مضارع کر کے ثواب اخروی کی تمسید و گئی ہے جیسے۔

ان الذین آمنوا وعلوا الصالحات  
كانت لهم جنات الفردوس یفیلون  
و من باللہ ولیل صالحو  
جنت الفردوس میں داخل ہوں گے۔  
جو شخص اللہ پر ایمان لایا اور نیک عمل کیا



بدخل جنات تجری من تحتہا الانهار۔  
اوس کو جنتوں میں داخل کرے گا جس کے نیچے نہرین بہتین ہیں۔

آیات (قسم چارم) میں دنیوی مارج کا وعدہ مومنوں یا اعمال صالحہ کرنے والوں کے ساتھ فرمایا گیا ہے جیسے۔

وكان حقاً علينا نفل المومنين۔  
وعد الله الذين آمنوا منكم وعملوا الصالحات ليستخلفهم في الارض كما استخلف الذين من قبلهم ان الارض يرثها عبادي الصالحون۔  
اور لازم ہے ہم پر مومن کی نصرت۔  
اللہ وعدہ کرتا ہے اُن لوگوں سے جو ایمان لاتے ہیں تم میں سے اور اعمال صالحہ کئے ہیں کہ قریب میں زمین میں خلیفہ بنائیں گے جیسا تم سے پیشروں کو خلیفہ بنایا۔ بیشک زمین وارث میرے عباد صالحین ہوں گے۔

ایسی آیات زیادہ نہیں ہیں۔  
آیات (قسم پنجم) میں مطلق ایمان والوں کا ذکر کے اوس کے ساتھ انعام خداوندی کا ذکر ہوا ہے۔ جیسے۔  
هو الذي انزل السكينة في قلوب  
المومنين۔  
(آرام و اطمینان) مومنین کے قلوب پر نازل کیا۔

ایسی آیات بہت کم ہیں اور ان کا سیاق اور شان نزول یہ ظاہر کرتا ہے کہ ایسی آیتیں صحابہ رضوان اللہ علیہم کی شان میں وارد ہوئی ہیں جن کا ایمان اعمال صالحہ کی کسوٹی پر پوری طرح کھلیا گیا تھا۔  
آیات (قسم ششم) میں حکایات و واقعات مومنین کے یا خداوند تعالیٰ نے بیان فرمائے ہیں یا کسی کی زبان سے اسکا تذکرہ کیا گیا ہے۔ ان میں مقصود بالذات کوئی حکم یا نہی نہیں بلکہ صرف اخبار و حکایات ہیں جیسے کہ

ضرب الله مثلا الذين آمنوا  
فرعون اذ قالت ربك ينلى عندك  
بیتا قی الجنته ونجنى من فرعون  
وعمله ونجنى من القوم الظالمین  
وقال جل مومن من آل فرعون  
یکتم ایماننا القتلون جلالات  
یقول ربی الله -

اس قسم کے آیات میں وہ آیات بھی شامل ہو سکتی ہیں جن میں دعا کی تعلیم  
مسلمانوں کو ہوئی ہے۔

ربنا اناسمنا صناد یا نادی  
للا یمان ان آمنو یرکم فامنا  
ربنا فاغفر لنا ذنوبنا وکفر عنا  
سیا تنامع الابراس -

اخبار و حکایات اور دعا کی جو آستین میں اور نین عملاً بڑی حد تک بلکہ بالکل  
اعمال صالحہ و غیر صالحہ کا تذکرہ ضمناً موجود ہے۔

الفرض ہر ایک آیت سے جسمیں ایمان و اہل ایمان کے الفاظ ہیں۔  
صاف طور پر مستنبط ہوتا ہے کہ ایمان یعنی اقرار و یقان ایمان باللہ کے  
ساتھ ہی ساتھ اعمال صالحہ کی پابندی لازمی ہو جاتی ہے۔ اعمال صالحہ  
کی تفصیل جو کچھ قرآن مجید میں اللہ جل شانہ نے فرمائی ہے وہ تساتی  
زندگی کے لئے خواہ اوس کا تعلق تہذیب نفس سے ہو خواہ تدبیر منزل  
یعنی معاشرت سے خواہ تمدن و کاروبار دنیا سے خواہ سلطنت و حکمرانی سے

نہایت بہترین معیار عمل سے۔ اور دنیا کا کوئی مذہب اور کوئی  
 فلسفہ اس سے بہتر اور عمدہ تر معیار انسانی زندگی کو کامیاب اور  
 پاکیزہ طریقہ سے بسر کرتے اور دنیا میں دین و اتقا کو باقی رکھ کر قسم  
 کی اخلاقی معاشرتی تمدنی سیاسی ترقی کرنے کے لئے پیشین گوئی  
 نہیں کر سکتا ہے اور نہ ہی آیات میں آیات احکام و امر و نواہی ہیں  
 اور وما خلیقت الجن والانس الا ليعبدون ہم نے نہیں  
 پیدا کیا جن اور انس کو مگر عبادت کے لئے۔ م کے معنی سمجھ میں آجاتے ہیں  
 کیونکہ اسلامی مذہب اور اسلام کا فلسفہ یہ نہیں سکھاتا ہے کہ  
 انسان دنیا و باقیہا سے ترک تعلق کر کے صرف خدا کی عبادت میں  
 مشغول رہے یا یہ کہ ہمہ تن دنیا میں محو اور منہمک ہو جائے۔ بلکہ  
 اسلام باہمہ و بے ہمہ زندگی کا اصول و نیامین لایا ہے وہ یہ  
 حکم دیتا ہے کہ انسان اپنے افعال اور عبادت کا مرکز خداوند تعالیٰ  
 بنائے۔ اور ساتھ ساتھ دنیا کی نعمتوں اور تمتعات سے بھی استفادہ  
 کرے۔ اسلام نے مومن کے ہر فعل کو خواہ وہ دنیوی ہی کیوں  
 نہ ہو۔ جب اس کا مقصد خداوند تعالیٰ کی اطاعت اور رضامندی  
 ہو اور اس سے حدود اللہ میں تعدی نہیں ہوتی ہو عبادت  
 قرار دیا ہے اور اس کی تفصیل کہ یہ افعال کیا ہیں اور اس کا طریقہ  
 کیا ہے کہ ان سے تعدی فی حدود اللہ نہ ہو سکے۔ ان آیات سے  
 ظاہر ہوتی ہے کہ جن میں ایمان اور اعمال صالحہ کا ذکر ہوا ہے۔  
 یہ آیات انسانی زندگی کے سلامتی کے لئے اسی طرح رہنمائی  
 کرتے ہیں جیسے کہ جہاز کے لئے ساحل کا منہارہ روشنی

قرآن مجید میں علاوہ ان آیات کے جن میں اہل ایمان کا ذکر ہی اور صراحتاً یا عملاً اعمال صالحہ کا حکم ہے۔ ایسے آیات بھی ہیں کہ جن میں اوامر و نواہی کا ذکر ہے۔ لیکن الفاظ اہل ایمان نہیں ہیں ان میں اکثر ضمائے پراکتفا کی گئی ہے۔ قرآن مجید کا اسلوب ہے کہ مختلف پہلوؤں سے بات سمجھائی جائے۔ اس لئے اگر ایسے آیات کہ جن میں صراحتاً اہل ایمان یا ایمان کے الفاظ نہیں ہیں مگر حکم اعمال ہے ایسے آیات کے ساتھ طایا جائے جن میں بصراحت الفاظ ایمان یا اہل ایمان شامل ہیں تو معلوم ہوگا کہ اصل الاصول اعمال صالحہ آیات قسم آخر الذکر میں ظاہر کر دئے گئے ہیں۔ آیات قسم اول الذکر تا کسید و توضیح مزید کے لئے ہیں یا قسم آخر الذکر کے ساتھ معطوف و مرکب ہیں۔

(باقی آئندہ)

حافظ محمد مظہر۔

## التماس ضروری

جن اصحاب کی خدمت میں رسالہ بلا طلب ارسال کیا گیا ہے اور جس امید قوی ہے کہ اپنی رضامندی و عدم رضامندی سے اطلاع فرمائیں ورنہ خاموشی نیم رضامندی تصور کر کے رسالہ و پی آر سال ہوگا اور واپسی میں طلبہ انجمن کا نقصان ہوگا۔

منیجر

# امرو القیس

از مولوی فاضل نشی فاضل عبدالقدیر صاحب پروفیسر  
(دارالعلوم)

(نام و نسب) امرؤ القیس بن مجرب بن الحارث بن عمرو حجازی اکل المرار بن معاویہ بن ثور۔ ثور کا دو سر نام کندہ ہے اس کی طرف قبیلہ بنی کندہ منسوب ہے۔ امرؤ القیس کا نام جند ح ہے تفادلاً امرؤ القیس لقب دیا گیا ہے یعنی زور و قوت کا آدمی کیونکہ قیس کے معنی قوت کے ہیں اور امرؤ القیس کی مان فاطمہ بنت ربیعہ بن الحارث بن زہیر ہے جو کلیف و جلیل کی بہن ہے کلیف کے متعلق عرب کا قول ہے۔ اُغیر من کلیف وائل اور جس کے فعل سے حرب بسوسو برپا ہوئی جو یکرو تغلب میں ہم سال قائم رہی۔

امرو القیس کا دادا حارث تبع آخر کا بہانجا تھا۔ ہندہ بنت الحارث منذکی جو رو امرؤ القیس کی پہوپی ہے ہند سے عمرو بن منذر معروف بمخرق اور قیوس بن المندہ پیدا ہوا۔

(باقی آئندہ)

ناظرین تو سب اشاعت فرما کر طلبہ کی بہت افزائی فرمائیں۔  
پنجر

# اعلان

یہ صفحہ اشتہارات کے طبع کیواسطے خالی رکھا گیا ہے۔ جن اصحاب کو ضرورت ہو

اشتہارات بھیج کر مننون فرمائیں فقط

منیجر

# اشتہار فروخت کتب

نظام الحقیق - مولانا نور الدین صاحب مرحوم کی تصنیف ہے - مولانا کا نام ہی

اوس کی خوبی کے لئے کافی ہے - کاغذ چمکنا اصلی قیمت ..... ۷۰

رعایتی قیمت ..... ۸۰

مغز سخن - مولوی سید رفی الدین حسن صاحب کیفی حیدر آبادی کی وہ فصیح و

بلج نظم جو مدرسہ دارالعلوم کی شصت سالہ جوہلی کی تقریب میں لکھی گئی جس میں

دارالعلوم کی تاریخ و کچھ پیرایہ میں نظم کی گئی ہے قیمت صرف ..... ۲۰

تقریر - مولوی محمد علی صاحب جو دارالعلوم کے شصت و یک سالہ سالگاہ

کے موقع پر مولوی محمد علی صاحب صوبہ دار و رنگل نے بحیثیت صدر جلسہ سنائی گئی

طلبہ کے لئے نہایت مفید ہے - قیمت صرف ..... ۱۰

رپورٹ انجمن بابتہ ۱۵۱۴۲۵۲۶۱۵ ف ..... ۱۰

موصول ذمہ خریدار -

یہ سب کتابیں مستند انجمن شریۃ الادب دارالعلوم علیا

حیدر آباد سے طلب فرمائیں







بلد انجمن

شوال المکرم ۱۳۳۶

# ثمرۃ الادب

یعنی

انجمن ثمرۃ الادب دارالعلوم علیہ کا ایک ماہانہ علمی اور اخلاقی رسالہ

زیر نگرانی صدر جمہور دارالعلوم

دبیر ترویج لوی محمد عبدالواسع صاحب صحافت پروفیسر دارالعلوم

باہتمام فضیل الدین ہاشمی ممد انجمن ثمرۃ الادب

پیشکش کنندہ مولانا محمد رفیع عثمانی صاحب دارالعلوم دیوبند

نشان شمار	نام مضمون نگار۔	عنوان	صفحہ
۱	بے تاب مگر صابر	عید	۱
۲	نصیر الدین محمد انجمن شریۃ الادب دارالعلوم	حضرت علی کرم اللہ عنہ	۶
۳	مولوی جمیل الرحمن جہانگیر اسپر فیض العلوم	یعقوب ابن لیث۔	۹
۴	مولوی حافظ محمد منظر صاحب (دارالعلوم)	ایمان اور اعمال صالحہ	۲۲
۵	مولوی فاضل عبد القدیر صاحب فیض (دارالعلوم)	امر و القیس	۳۲

### تقوا عدد سالہ

۱۔ رسالۃ شریۃ الادب ہر ماہ ہلالی کے وسط میں شائع ہوا کرے گا۔

۲۔ اس رسالہ میں علمی اور اخلاقی مضامین شائع کئے جائیں گے۔

۳۔ رسالہ کی قیمت سالانہ (دس روپیہ) مع وصول ڈاک ہوگی اور فی پرچہ (دس روپیہ) ہوگی۔

۴۔ تمام خط و کتابت بنام منبر رسالہ ہونی چاہئے۔

۵۔ جواب کے لئے جوابی کارڈ آنا ضروری ہے۔

۶۔ خط و کتابت میں منبر خیریداری ضرور ہونا چاہئے۔

۷۔ شکایت عدم وصول و ہفتہ کے اندر آنی چاہئے ورنہ منبر تلافی کا ذمہ دار نہ ہوگا۔

۸۔ پرچہ بعد وصول قیمت یا فائدہ دی پالی ارسال ہوا کرے گا۔

۹۔ پرچہ میں صرف وہ مضامین شائع ہوں گے جو علمی یا اخلاقی حیثیت سے قابل اشاعت خیال کئے جائیں گے۔

۱۰۔ مضمون نگار صاحبوں کے مضامین درجہ پرچہ کے جائزہ کے لئے انتخاب کئے جائیں گے۔ اور مضمون قبال اشاعت نہ سمجھا جائیگا اس کے شائع ہونے کی شکایت نہ ہونا چاہئے۔

۱۱۔ مضامین کی عبارت ہمیشہ زبان اگر قابل اصلاح ہوگی تو ایڈیٹر اصلاح کے مجاز ہوں گے

اور اگر ایڈیٹر کو مضمون کے حصہ یا کسی خاص اصطلاح سے اختلاف ہوگا تو وہ اس پر

نوٹ کرنے کے بھی مجاز ہوں گے۔

# ثَمَرَةُ الْأَدَبِ

جلد ۱ شوال الکریم ۱۳۳۶ھ نمبر ۳

## عید

هَيَّاكَ الْحَيْدَ الَّذِي نَتَعِيدُ ۖ وَعِيدٌ لِمَنْ سَمِيَ وَحَيٌّ وَعِيدٌ

مجھے فرمائی مضمون لکھنا بالکل نہیں آتا اور علی و یامین مجھ پر اس قدر غور فرمائی  
کا عالم طاری ہے کہ بقول غالب -

ہم وہاں مین جہاں سے ہلکے بھی کوئی اپنی خسر نہیں آتی  
عید کا دن علی الخصوص ایک اور تازہ و پراز جذبات کیفیت طاری ہوتی ہے اسی کا  
ایک خاکہ کہنہ چنے کی کوشش کیجئے۔ اگر اس مین سید خبہ ہے کہ آیا الفاظ اس کے لئے  
پوری طرح کام دے سکیں گے یا نہیں۔ جب عید کا دن آتا ہے تو میرے دل مین ایک  
جذبات کا ظلال م برپا ہو جاتا ہے کہ معمولی سوچ کے ساتھ ساتھ جب گھر سے باہر قوم  
نکلتا ہے تو سب سے پہلے یہ سامان نظر آتا ہے کہ بنی نوع انسان کی ایک بچا اپنی اپنی  
حیثیت کے مطابق اچھے اچھے لباس زیب تن کئے ہوئے مسجد و کن کی طرف

روان ہے۔ یہ سمان میں سمجھتا ہوں کہ نبی نوع انسان کے مختلف الکلیفیات طبعاً سب سے  
 مختلف اثرات پیدا کرتا ہو گا۔ ایسے تو بہت سے ہونگے جو کسی اچھی نئی وضع کے  
 کپڑے کو دیکھ کر فوراً کہہ اٹھیں کہ واہ کیا اچھا کپڑا ہے۔ یہ تو ایک عام سطحی نظر ہو گی  
 جس سے چند دن بحث نہیں اور بہت سے ایسے بھی ہونگے جو غربت کی حالتیں  
 اور کسی کی شان امارت دیکھتے ہوئے اور ان کے دل میں یہ خیالات پیدا ہوں گے  
 کہ واہ کیا مہین یہ پر مختلف شان بھیب نہ ہو گی۔ ایسے خیالات کا ہر زمانہ میں بہت  
 پیدا ہوتے رہیں۔ لازمہ شان تخلیق ہے اور حکمت نے اس کا یہی جواب دیا ہے۔  
 لا تمدن عینک الی مامتعباہ ازواجاً منہم تراہی الا حیوۃ الدنیا  
 لنفسم للہ و رزق ربک و لقی - واہ کیسی عتیق تعلیم ہے جو اس بظلموں ہستی  
 مگر ساتھ ہی پراسرار سچ ہستی کے جلوہ آرنے عطا کی ہے لیکن میں پوچھتا ہوں کہ  
 ان لکھو کھا خراؤ سے جو اس زبان کو اپنی آخرت کی زبان یقین کرتے ہیں کتنے ہزار  
 نہیں تو کتنے ایسے ہیں جو اس کو صحیح طور سے پڑھ بھی سکتے ہیں اور پھر ان چین  
 کتنے ایسے ہیں جو اس کے معنی کو سمجھ سکتے ہیں اور پھر ان اقل قلیل میں سے کتنے  
 ایسے ہیں جنہوں نے نظام تخلیق پر غور کی نظر ڈالنے کے بعد حقیقت اسی کا اذعان  
 پیدا کیا ہو کہ انسان کو اس دارالحسنہ زندگی میں کوئی چیز باعث آدام ہو سکتی ہے  
 تو وہ میری حکمت حقہ ہے کہ ہم دنیا کی اس تازگی پر اپنی انگلی نہ اٹھائیں واہ واہ  
 مجھے بتاؤ کہ اس جماعت میں سے جو اس کی مدعی ہے کہ ہم یہی ہدایت تازہ رکھتے  
 ہیں اور جن کو اس ہدایت تازہ رکھنے کے صلہ میں خود یہی تازگی دنیا ملتی ہے  
 کتنے ایسے ہیں سچے دل سے اس پر عامل ہیں۔ غیرہ تو ابتداء منظر تھا۔ اس میں ہاں  
 مختلف سمان نظر آتے ہیں بہت سے ایسے نبی نوع ملینگے جن پر بظاہر اس عید کا  
 اثر نہیں ہے۔ بہت سے ایسے بھی ملینگے جو اپنی معمولی تکلیف اور مصیبت سے

ہماری زندگی بسر کر رہے ہیں لیکن خیر مجھے اس سے بھی زیادہ بحث کی ضرورت نہیں  
 ایسے عام کیفیات زندگی پر جو وہ نے بھی نظر ڈالی ہے اور آخر چلاؤ نہ تھا کہ نجات  
 صرف نماز میں ہے اب اس وقت ان جھگڑوں میں پھنسنے کے لئے نہیں ہوں کیونکہ  
 نو ریش سا کم کرنا کمال زینت دہس      دروگم شود وصال اینست و بس  
 اس زمانہ کا فلسفہ بھی کچھ اور ہے اور ہماری حالت و لوازم زندگی بھی بالکل  
 کی نسبت کچھ اور ہی ہے مین صرف ادنیٰ جذبات سے بخت کرونگا جو عید گاہ  
 جانے والوں سے ہی متعلق ہو سکتے ہیں۔ مین جب بیگم بازار کے راستہ سے  
 گزرتا ہوں تو جو کچھ حالات پرانے سیاحوں وغیرہ نے لکھے مین وہ خاص طور پر تازہ  
 ہو جاتے مین خاص کر سیاحان ارض مغرب کے بیلا علی الخصوص مڈ ویٹر کے تحریرات  
 جبکہ گو یا ہماری قدیم شرقی تہذیب کا نفی جلوہ تھا۔ بیگم بازار کی چھوٹی چھوٹی  
 گلیاں فیروٹی مین کہ ایک صدی بلکہ نصف صدی پیشتر بسنے والی خلقت  
 حیر آباد و موجودہ خلقت کی نسبت کہ سیدر مخمف ان خیال واقع ہوئی تھی۔  
 جکل کے خیال کے لحاظ سے وہ تاریک خیال کے لوگ تھے لیکن جب ان  
 گلیوں سے آگے بڑھ پانے پل۔ مسجد میان مشک وغیرہ اور دور سے سیکڑوں  
 گنبدوں کو دیکھتا ہوں تو اس سے زیادہ پرانا تاریخی زمانہ یاد آتا ہے اور یہ  
 سہان آنکھوں کے سامنے پھر جاتا ہے کہ عروس البلاد کے اگلے بسنے والے  
 کس درجہ کے لوگ تھے۔ ماہران فنون ہندو و تعمیر کا کمال فن خاص کر ہیر و کو  
 اڑائے لئے جاتی ہے کہ وہ خالص اسلامی مہذبین تھے جنہوں نے ایسے عمدہ  
 نقش چھوڑے جن مین نہ صرف اصول تعمیر بلکہ اصول حفظان سمیت کچھ بھی  
 پورا پورا لحاظ پایا جاتا ہے اور بیسویں صدی کے اعلیٰ سے اعلیٰ مہندس بھی  
 ان کے کام پر عیش و عشر کرتے ہیں۔ مین تھوڑی دیر اس فخر کے پر وہ مین گویا

فراموش در خود فراموش کے عالم میں چلا جاتا ہوں کسی  
کشیف حجاب حائل ہوتے ہیں۔ پھر دفعۃً چومکتا ہوں کہ پرانے  
پگل پر سے گزرتے ہوئے شہر کو جھانک کر دیکھ لیتا ہوں  
سانے کا منظر ندی کی رواقی کھلی فضا ان سب باتوں میں خود فراموش  
دورا اور اچھی صحت والے کی زندگی میں آتا اور بہت دیر تک نظارۂ قدرت سے

دماغ میں نازہ سرور حاصل کر لیتا ہوں جو گویا آئینہ کے لئے سستا نکلا باعث ہو  
عید گاہ پہنچ گیا میرا عالم کا تالاب پہرا بہا تا ہے کہ ان پرانے مہندسون کے بعد  
ایسے وقت جبکہ مشرق کا ہندسہ و تعمیر گویا لب گورنقی ارض مغرب کے ہندسہ  
و تعمیر کے ساتھ ملا کر فہام عام کا کیسا منونہ ہمارے سامنے ہے مجھے یاد آ جاتا ہے کہ  
اس سوا صدی سے ملک میں اس امر کی کوشش جاری ہے کہ مشرق کے قدیم  
تمدن کے ضروری سامان کو مغرب کے جدید آلات سے ملا کر سجایا جائے لیکن  
اس میں ہم کہاں تک کامیاب ہوتے ہیں۔ ان خیالات میں میں عید گاہ کے  
اندر پہنچ جاتا ہوں عید گاہ کا شامیانہ تباہ ہے کہ اب بھی ہم میں کچھ کاریگری  
باقی ہے و اعظا کی و عطا و نصیحت بہتے دلون کو رناتی ہوگی لیکن میرا دماغ اس  
اس قدر شدید مضطرب ہے کہ گہرے سکلنے کے بعد گویا یہی وقت سب سے  
اشد ہوتا ہے۔ لوگ عمدہ عمدہ لباس پہنتے ہوئے چلے آ رہے ہیں اور اگرچہ  
جتنے آتے تھے وہ نہیں آئے اور بتاتے ہیں کہ عروس البلاو کی یہی شان ہے  
جس میں تمام اسلامی دنیا اور ہندوستان میں حیدر آباد کا نام روشن رکھا ہو  
تاریخ کے سیکڑوں صفحے میرے سامنے آ جاتے ہیں قاضی مفتی خلیب کو تو ال  
صوبہ دار کی ماتھی پر سواریاں وہ سب پرانے جاہ و جلال کو آنکھوں کے

سامنے لاکھڑا کرتی ہیں۔ خطبہ شروع ہوتا ہے خطیب کو پہلے چند سال تک  
قدیم وضع خوشنما سفید جوڑا پہنایا جاتا تھا جو شاہجہان کے عہد کو آنکھوں کے  
سامنے تازہ کرتا تھا اور موسیو لیبان کا وہ صفحہ میرے آنکھوں کے سامنے  
پھر جاتا تھا جس میں اس نے شاہجہان کے عہد کے جلوس کو تازہ کیا ہے۔  
لیکن اب وہ لباس بھی مفقود ہو گیا بہر کیف خطیب نے جو اگر چہ عرب  
نہیں تھا تاہم سورۃ الرمہ کی آستین اس سوز و گداز سے پڑھیں کہ قطعاً موت قبل  
ان تموتوا کا مصداق ہو گیا میں کسی اور ہی عالم میں تھا جو رستہ کے تمام  
عالموں سے ویکر تھا کہ مصرع قدر این بادہ ندانی بخدا تا بخشی۔ لیکن اسی  
قراست آغاز ہوئی کہ ایک بچے کے چنچ پکارنے جو آخر نماز تک جاری رہی اور منظر  
و سوز فرائی کو گویا عین عالم وصال میں منقض کر دیا نماز ختم ہو گئی تو بیون کی  
گر ج نے بتایا کہ ہم آصفی سلطنت کے سایہ میں ہیں۔ بہر حال واپسی میں  
ہر وقت شبلی کی یہ نغمہ سنجی میرے روز بان رہتی ہے۔ جو انہوں نے  
حیدرآباد کے لئے نظم کی تھی حقیقت میں نظم ایک یادگار  
زمانہ ہے۔

یادگار چشم و یلم و سلجوق ہسی	مایہ دولت بغداد بخارا باہست
داستان مائے عزیزان ہر از بر بارمی	خبر از قافلہ شیرب و بطحا باہست
گر چہ شیرازہ امت ہر ابر شدہ است	آن در قہائے پر اگندہ بیکی باہست
آن پر اگندہ شراد عرب و نسل عجم	یعنی آن و فترا سلام باہست
گرچہ دن تازہ چین آفت تاراج فزان	باز ہم بوی خوشی زون گل باہست
خیر یہ سب خیالات تاریخی فنا ہو گئے اب حرف ایک ہی خیال ہے جو عملی دنیا کے	
محاط سے بالکل قریب ہے۔ اتنے ہزاروں نماز گزار کن جذبات و خیالات میں	



مستغرق رہتے ہیں کیا ان کا تمام دن کام میں ہی صرف ہوتا ہے۔ کیا کبھی ان کو سوچنے کا کوئی وقت نہیں ملتا۔ آخر یہ کیا کرتے رہتے ہیں۔ کیا وہ اپنی موجودہ حالت اور دنیا کے نقشہ سے بے خبر ہیں۔ اپنی دولت کے خبر ہے یا نہیں۔ سوال کا جواب یہی ہے کہ ہم اپنی ذاتی خواہشوں میں سرگردان ہیں۔ کاش جو وقت بچتا ہے اس میں کبھی کبھی اس پر غور کر لیا کریں کہ ہمارا کیا فرض ہے۔

راقم بے تاب مگر صابر

## حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ عنہ

از نصیر الدین ہاشمی مستند انجمن شمرۃ الادب و الالعلم

گلدشتہ سے پیوستہ

اسی عرصہ میں تین شخص خواجه سے اس امر پر آمادہ ہوئے کہ حضرت علیؑ اور امیر معاویہ و عمرو بن العاص کو قتل کرویں۔ اور قرار پایا کہ ایک ہی رات تینوں اصحاب شہید ہوں بقول بعض ۹ ار رمضان کی تاریخ اس کام کے لئے تجویز ہوئی۔

حضرت علیؑ کرم اللہ وجہہ اپنے مکان سے لوگوں کو صبح کی نماز کے لئے پکارتے ہوئے برآمد ہوئے۔ بدبخت عبدالرحمان ابن ملجم نے ایک ایسی تلوار لگائی کہ آپ کا چہرہ مبارک کنپٹی تک کاٹ دیا۔ اسی حالت میں

آپ ۲۱ رمضان کی شب کو راہی عالم جاودانی ہوئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون  
 انتقال کے پیشتر آپ نے امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہما کو ارشاد فرمایا  
 کہ ”میں تمہیں تقویٰ اور پرہیزگاری کی نصیحت کرتا ہوں۔ دنیا کی آرزو نہ کرو  
 اور جو چیز تم سے چھنی جائے اس پر تاسف نہ ہو راست بازی اختیار کرو یتیم پر  
 رحم کرو۔ ضعیفوں کی امداد کرو۔ ظالم سے خصومت اور مظلوم کی اعانت کرو۔  
 جو کچھ کتاب اللہ میں ہے اس کے موافق عمل کرو۔ خدا کے راستہ میں کسی  
 ملامت کنندہ سے مت ڈرو۔“

آپ عالم ربانی۔ مشہور شجاع۔ زاہد بے بدل اور مشہور و معروف خطیب  
 تھے۔ آپ کی علمی قابلیت مسلمہ تھی آئندہ علحدہ علحدہ طور پر ہدیہ ناطقین ہوگی۔  
 آپ انشطار خلافت میں خویش و بیگانہ امیر غریب کو ایک نگاہ سے دیکھنا اور  
 انصاف کے ساتھ کام کرنے کے عادی تھے۔ مال کے تقسیم میں آپ ہر شے  
 احتیاط کرتے تھے کہ چھوٹی سی چیز بھی تقسیم سے مستثنیٰ نہیں رہنے دیتے  
 منقول ہے کہ ایک مرتبہ اصفہان سے کچھ مال آیا جس میں ایک روٹی بھی  
 تھی۔ پہلے آپ نے مال کے سات حصے کئے پھر روٹی کے سات ٹکڑے کر کے  
 ہر ایک حصے میں شامل کر دیا۔

آغاز خلافت میں۔ عراق۔ مصر۔ حجاز۔ یمن اور خراسان آپ کے زیر علم  
 تھے۔ صرف ملک شام پر امیر معاویہ کا قبضہ تھا لیکن بعد میں مصر پر بھی امیر  
 معاویہ نے قبضہ کر لیا۔

۵۰۔ اس طرح امیر معاویہ زخمی ہوئے لیکن زخم خفیف تھا صحت پائے اور عروا بن الحارث  
 اس روز بیمار تھے کسی اور اون کے مشہدین قتل ہوا۔

وفات کے وقت آپ کے حسب ذیل گورنر حکمران تھے۔ بصرہ پر عبداللہ ابن عباسؓ۔ فارس میں زیاد بن سمیعہ۔ یمن میں عبید اللہ بن عباس رض۔ مدینہ منورہ میں ابوالیوب انصاری۔ مکہ اور طائف پر قثم بن عباس رض۔ حضرت علیؓ کو مسلسل بغاوتوں کے جاری رہنے سے لمبے چوڑے قوانین وضع کرنے کا موقع نہیں ملا۔

جدد ق کی آمدنی خزاو مساکین وغیرہ میں صرف ہوتی تھی اور جزیہ کا رتہ لشکر کی آراستگی سرحد کی حفاظت قلعوں کی تعمیر سڑکوں و پلوں کی تیاری اور تعلیم میں صرف ہوتا تھا۔

ملک کی آبادی اور مرفہ الحالی کا اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ مضافات عمان کے عامل (گورنر) نے صرف چار شہروں سے ایک کروڑ اسی لاکھ درہم ایک سال میں وصول کئے۔

آپ تحصیل خراج کے متعلق اپنے عاملوں کو ہمیشہ تاکید کیا کرتے تھے کہ ہر کام میں خدا سے ڈرتے رہیں۔ مسلمانوں کو دکھ نہ دیں۔ حق مقررہ سے زیادہ نہ لیں۔ کسی کے ساتھ سختی نہ کریں۔ نرمی سے کام نکالیں اور جس کا خراج باقی رہ جائے اس کا اسباب خانہ داری فروخت نہ کریں آپ کی عمر شریف بوقت وفات ۶۳ سال تھی بعض کا قول ۶۴ اور ۶۵ سال پر ہے۔ آپ نے پانچ سال چند ماہ خلافت کی آپ کو بارہ صاحبزادے اور پانچ صاحبزادیان تھیں۔ منجملہ اولاد زنیہ کے صرف پانچ صاحبزادے یعنی حضرت امام حسنؓ امام حسینؓ۔ محمد بن حنفیہؓ۔ عباسؓ اور عمرؓ سے آپ کا سلسلہ نسل جاری ہے۔

نصیر۔۔۔

## یعقوب ابن لیث الصفا

از جناب محمد جمیل الرحمن صاحب یم۔ اے پروفیسر تاریخ و العلوم

ایران کے مشرقی حصے میں جھیل ہامون کی وہ دلدل واقع ہے کہ جس میں مشرقی اور شمالی ایران کے برساتی پانی اکٹرا کر جمع ہو جاتا ہے۔ اس کے رقبہ موسم اور دیاؤن کے لحاظ سے ہمیشہ گھٹتا بڑھتا رہتا ہے۔ ارد گرد کی زمین ان تمام دیاؤن اور خصوصاً ہلمند و جس سے بہت سی قدرتی اور مصنوعی نہریں نکلتی ہیں) وجہ نہایت ہی زرخیز ہو گئی ہے۔ اس حصے کے علاوہ باقی تمام علاقہ ایک ہیبتناک صحرا ہے۔ زمانہ قدیم میں اس علاقہ کو زرخشا کہتے تھے۔ یہی لفظ قرون وسطیٰ میں زرنیکا بن کر ایک ایک شہر کا نام ہو گیا۔ دوسری صدی قبل مسیح میں یہاں شمالی وحشی قوم ساسانی آباد ہوئی۔ اس نسبت سے اس کو سکستان کہنے لگے جو آخر میں سگستان سمبستان یا سیستان بن گیا۔ اس علاقہ میں ساہون کی کثرت ہے اور اس کے چاروں طرف صحرا واقع ہے۔ اس کے شمال میں زابلستان ہے جو فی الواقع افغانستان کا ایک حصہ ہے اور زیادہ تر یہ اسی سلطنت کے زیر حکومت رہا۔ ایران کے تمام بڑے بڑے بہادروں کے کارنامے سیستان میں وقوع میں آئے۔ چنانچہ رستم کے تمام قصوں کا تعلق اسی سرزمین سے ہے۔ گو کہ قدیم

لے ایک اور بیان کے مطابق عامل خراسان نے درہم کو قید کر کے بھلا دیا تھا۔

مذہبی کتابوں میں ان حکایات کا مطلق پتہ نہیں چلتا۔

شروع زمانے میں ہی عربوں نے سیستان کو فتح کر لیا تھا۔ مگر ملک کی دشوار گذاری کی وجہ سے ایک مدت تک یہ غیر مامون رہا۔ میدانِ علاقوں میں اسلام نے بہت جلد ترقی کی مگر شمالی کوہستان میں اس کو مدت میں ترقی نصیب ہوئی۔ خاص سیستان میں بھی لوگوں کی ضدی طبیعتوں کا میلان خارجیت کی طرف رہا۔ اور انہوں نے خلفائے بنی عباس کے عاملوں کو کبھی چین سے نہیں بیٹھنے دیا۔ خاندانِ طاہرہ جو خلیفہ مامون کے وقت سے خراسان اور سیستان کا مالک تھا ان کا مقابلہ نہ کر سکا۔ اس خاندان کے زوال کے ساتھ ساتھ ہی ان لوگوں کا رنگ اور زیادہ باغی ہو تا گیا۔ چنانچہ سیستان اور دیگر صحرائی علاقوں میں ”خارجی“ اور ”اہلِ متراوف الفاظ سمجھے جاتے تھے۔ معلوم ہوتا ہے کہ سلطنت کے زوال کے ساتھ ہی ساتھ لوگوں نے خارجیوں کے خلاف اپنی حفاظت کے لئے جمیعتیں بنالی تھیں۔ یہ لوگ بھی خارجیوں کی طرح یہی کہتے تھے کہ ہم فی سبیل اللہ لڑتے ہیں۔ ایسی ہی جمیعت کے ایک سردار و رہبر نامی نے آخر زرنگ فتح کر لیا۔ اور خاندانِ طاہرہ کے عامل کو نکال باہر کیا۔ اس شخص کے ماتحتوں میں ایک شخص یعقوب لبث تھا جو شروع میں ٹھیرے کا کام کیا کرتا تھا۔ اسی وجہ سے وہ اور اس کا خاندان صفار کے نام سے مشہور ہو گیا وہ اس کے جنگجو بھائی کرمین کے رہنے والے تھے جو کہ زرنگ کے بجانب مشرق میں بست کے مشہور شہر کی سمت میں واقع تھا۔ اس کے زادہ بوم کے قریب ہی رستم کے گھوڑے کا اصطبل تبا یا جاتا ہے۔ اور یہ ممکن ہے کہ اس کے قرب نے یعقوب کے دل و دماغ پر اثر کیا ہو۔ اس سے پیشتر بھی

یعقوب ایک دفعہ ہٹوڑے کی جگہ تلوار اٹھا چکا تھا۔ وہ صالح شاہ بست کی طرف سے پہلے بھی طاہر یہ خاندان کے برخلاف لڑا تھا مگر آخر میں صلح نے طاہر سے شکست کھائی اور اپنا تمام ملک کھو بیٹھا۔ اس کے بعد یعقوب پر بہت سے عجیب و غریب واقعات گزرے۔ درہم کی ماتحتی ہی میں وہ اپنی شجاعت و تہور کی بدولت بہت کچھ شہرت حاصل کر چکا تھا۔ اس نے دست بدست لڑائی میں خارجیوں کے مشہور بہادر عثمان نامی افسر کو مارا تھا اس طرح آہستہ آہستہ وہ اپنے ساتھیوں میں اس قدر مشہور ہو گیا کہ درہم نے بھی بہتر سمجھا کہ وجہ کج کردار نہ ہو جائے اور پھر بغداد میں بود و باش اختیار کر لی۔ اب یعقوب ہی اس جمعیت کا سرور ہو گیا اور غالباً وہ اسی وقت سے اپنے آپ کو امیر کہلانے لگا ہو گا۔ یہ لقب اس زمانہ میں تقریباً بے معنی تھا کیونکہ اس کا اطلاق کسی فوجی افسر یا حاکم پر ہو سکتا تھا۔ اور ایسے بادشاہ کے لئے بھی استعمال ہوتا تھا کہ جس کے سامنے خلیفہ وقت کی حیثیت شاہ فخر نے کی سی تھی رفتہ رفتہ یعقوب نے اپنے وطن کو فتح کر لیا اور یہی جگہ آخر وقت تک اس کی سلطنت کا مرکز اور اس کے خاندان کے لئے بلجا و مامن رہی۔ لوگ اس کی طرف اسوجہ سے متوجہ ہونے لگے کہ اس نے ملک کو راہزنوں سے پاک کر کے راستوں کو مامون کر دیا تھا۔ سیستان کے مہاراجا شندے خاص طور پر اس کے طرفدار ہو گئے۔ اور اپنے ہم وطن کی شخصیت پر بجا طور پر فخر کرنے لگے۔ اسی وجہ سے وہ سلطنت جس کی اس نے بنیاد ڈالی تھی سیستانی سلطنت کے نام سے مشہور ہو گئی تھی اس ملک میں اس زمانہ میں بھی خطبہ خلیفہ ہی کے نام پڑھا جاتا تھا۔ اس ظاہر داری کی ایک خاص وجہ یہ بھی ہوئی کہ وہ اس وقت خارجیوں کے مقابلہ پر لڑ رہا تھا۔ مگر یہ تمام

ظاہر داری کسی طرح بھی اس کی الو العزمی کے مانع نہ ہو سکتی تھی۔ زیادہ  
 زیادہ یعقوب کو یہ کرنا پڑتا تھا کہ خلیفہ کی خدمت میں تحفے تمنا کف بہتیار ہے  
 کوائف سے معلوم ہوتا ہے کہ شروع میں اس نے خاندان طاہریہ کے بادشاہ  
 محمد کو اپنا حاکم مانا تھا۔ یہ تمام واقعات ۸۶۹ء میں وقوع میں آئے۔  
 ۸۶۹ء میں یعقوب نے اپنی سرحد عبور کر کے محمد کے حاکم سے سخت  
 جنگ و جدل کے بعد ہرات اور پشنگ لے لیا۔ ہرات کے شہر ہران و دونون  
 میں اکثر لڑائی رہا کرتی تھی۔ اس وقت وہ خراسان کے اتنے ہی حصہ پر قانع  
 ہو گیا کیونکہ خاندان طاہریہ اس وقت تک اس کے بس کا نہ تھا اس خاندان  
 کے کئی آدمیوں کو وہ قید کر کے اپنے ساتھ سیستان لے گیا مگر بعد میں  
 خلیفہ معتز کے حکم سے ان کو آزاد کرنا پڑا خلیفہ کے پاس وہ پہلے ہی اس مال  
 غنیمت میں سے جو کہ کافرون کے ساتھ لڑائی کے دوران میں ہاتھ لگا تھا  
 تحائف بھیج چکا تھا۔ اصل میں اس کا مطلب یہ تھا کہ اسے کرمان کا جو کہ  
 سیستان کے مغرب میں واقع ہے حاکم مقرر کر دیا جائے۔ اتفاق سے  
 علی ابن حسین کا بھی جو کہ پارس میں بہت طاقتور تھا یہی مدعا تھا۔  
 فی الحقیقت کرمان پارس ہی کا ایک حصہ ہے۔ خلیفہ یا یون کہو کہ محمد نے  
 جو اس وقت بغداد اور سرمن رائے کا حاکم تھا ان دونوں کے نام اس امید  
 فرمان پہنچدے کہ وہ دونوں لڑ بھڑ کر خود ہی اپنے آپ کو تباہ کر لینگے۔  
 علی ابن حسین کے سپہ سالار توگ نے قبل اس کے کہ یعقوب سیستان کا  
 دشوار گزار راستہ طے کرے فوراً ہی کرمان کے دار الخلافہ پر قبضہ کر لیا۔ یقیناً  
 ایک یا دو مہینے تک دار الخلافہ سے ایک روز کے مسافت پر ڈیرا ڈالے پڑ رہا  
 بعد ازیں اس نے وہاں سے کوچ کیا اور دشمن کی حالت سے برابر باخبر رہا

آخر کار بے خبری کی حالت میں توک پر حملہ کر کے اس کو قید کر لیا۔ غنیمت میں یعقوب کو بہت کچھ مال متاع ہاتھ آیا۔ اس میں زیور و ن کا وہ صندوق بھی تھا جو کہ توک اپنے بہادر و ن کو انعام دینے کے لئے اپنے ہمراہ لایا تھا۔ علاوہ ازیں ایک صندوق زنجیروں کا بھی تھا۔ یہ زنجیریں قیدیوں کے لئے تھیں۔ یعقوب نے زیورات اپنے سپاہیوں میں تقسیم کر دئے اور زنجیروں سے دشمنوں کی مشکین کس لین۔ اور سب سے بہاری زنجیر توک کے لئے محفوظ رکھی۔ جب اس کی مشکین کسی جا رہی تھیں تو یہ معلوم ہوا کہ اس نے کچھ عرصہ قبل ہی گرمی کی وجہ سے اپنی قصد کھلوانی تھی۔ اس وقت فاتح یعقوب نے اس سے کہا کہ اس قدر عیش و عشرت میں زندگی بسر کرتے ہوئے تم ایک ایسے دشمن سے لڑنے کے لئے تیار تھے کہ جس نے دو چہینے سے بستر پر کمر نہیں اٹکائی۔ جو تانہیں اتارا اور صرف اس روٹی پر گزارہ کیا جو کہ اس کے ساتھ تھی۔

اس کے بعد یعقوب فیڈا ہی پارس کی طرف روانہ ہو گیا۔ یہ مقام کرمان بھی کہیں اچھا تھا۔ اور خلیفہ وقت کی سلطنت میں سب سے زیادہ خوشحال علی اور شیراز کے بعد سربراہ و وہ لوگوں نے اس کو لکھا کہ کافروں کے مقابلہ میں تمہاری لڑائیاں ضرور قابل تعریف ہیں مگر خلیفہ وقت کی حکومت میں مداخلت اور خونریزی گناہ کبیرہ سے بھی بدتر ہیں۔ مگر ان کی ایک بھی پیشینہ نہ گئی۔ بالآخر غلی نے اپنی شکست خوردہ فوج کے باقی ماندہ آدمیوں کو ساتھ لے کر دریائے کورا کے کنارے ایک محفوظ جگہ پر قلعہ بندی کی۔ یہ مقام دارا الخلافہ سے بہت دور تو نہ تھا مگر اس میں خوبی یہ تھی کہ اس تک پہنچنے کے لئے صرف ایک ہی راستہ تھا اور بھی اس قدر تنگ کہ اس میں سوار صرف



ایک آدمی بمشکل گذر سکتا تھا۔ یعقوب نے اپنی فوج کو دریائے کچھ فاصلہ پہنچنے کے لیے بھیج دیا۔ اور خود پندرہ فٹ لمبا نیزہ لے کر موقع دیکھنے کے لیے آگے بڑھا۔ دوسرے کنارے پر سے دشمنوں نے بہت سے قہارت آمیز

فوج بے چست کئے مگر اس کو ایک ایسی جگہ معلوم ہو گئی جہاں سے فوج باسانی دریا عبور کر سکتی تھی اس نے فوراً اپنی فوج کو حکم دیا کہ تمام اسباب چوڑ کر دریا میں کود پڑو۔ غرض اس ترکیب سے دشمن پر اچانک چھپے سے حملہ ہوا اور وہ بغیر مقاومت بھاگ نکلا۔ ایک عینی شاہد کا بیان ہے کہ اس دریا کو عبور کرتے وقت یعقوب کی فوج ایک بڑے کٹے کے پیچھے پیچھے رہی جس کو اس نے شاید پانی کی طاقت اور روانی معلوم کرنے کے لیے دریا میں چھوڑ دیا تھا۔ اس موقع پر بھی گرتار ہو گئے۔ یہ واقعہ ۵۵۵ھ کا ہے۔ آئندہ شب شیراز بھی فتح ہو گیا۔ باشندگان شہر کا خیال تھا کہ یعقوب تمام شہر کو اپنی فوج سے لے لے گا۔ مگر اس نے سوائے شاہی خزانہ اور علی اور اس کے امرا کی جائداد کسی چیز کو ہاتھ نہ لگایا۔ علی اور توک جنہوں نے اس کی ذات پر حملے کئے تھے طرح طرح کے عذابوں کے بعد اپنے پوشیدہ خزانوں کے ظاہر کرنے پر مجبور ہوئے۔ چند ہی روز کے بعد وہ اپنے قیدیوں اور مال غنیمت کو ساتھ لے کر سیستان روانہ ہو گیا۔ وہاں پہنچ کر اس نے خلیفہ کو نہایت ہی بیش بہا تحائف بھیجے اور ساتھ ہی اپنی وفاداری کا یقین دلایا۔ مگر اس وقت تک یہ تمام کام صرف ایک راہزن کے کامیاب پلے سے زیادہ وقت نہ رکھتا تھا اس وقت تک اس کی حالت ایسی نہ تھی کہ وہ پاس کے منتقل قبضے کا یہی ارادہ کرتا۔ کیونکہ تمام ملک میں بلند پہاڑ کھڑے تھے اور طرح طرح کی قدرتی رکاوٹیں موجود تھیں۔ اس علاقہ میں قلعے بھی کثرت سے پائے جاتے تھے

اس وقت یعقوب کرمان کا مالک تو تھا مگر پوری طرح نہیں اتفاق سے  
بارش کے برفانی کوہستان کے وحشی باشندے آہستہ آہستہ اس کے  
اور اس کے جانشینوں کے مطیع ہو گئے۔

یعقوب نے اپنی فتوحات کا تمام زور شمال کے کوہستانی علاقہ پر ڈالا  
جہاں معلوم ہوتا ہے کہ وہ پہلے بھی کچھ لڑ بھڑ چکا تھا۔ اس نے اور اس کے  
جانشینوں نے ان مقامات پر بہت سے چھاپے مارے مگر اتفاق سے  
ان کی کوئی تفصیل ہم تک نہیں پہنچی۔ مگر حال انہوں نے اس ملک میں  
جس کو اب افغانستان کہتے ہیں اسلام کی ترقی میں بہت مدد دی۔  
میں اس کا ایک سفیر دربار خلافت میں ان باتوں کو لے کر حاضر ہوا جو اس نے  
کاہل اور اس کے گرد و نواح میں پائے تھے۔ اس قسم کے تحائف دربار  
دار الخلافہ اسلام میں نہ دیئے گئے تھے۔ ان تمام باتوں کی وجہ سے حامی اسلام  
کی حیثیت سے یعقوب کی وقعت عام لوگوں میں بہت زیادہ بڑھ گئی  
اس سفارت کا ایک اور اہم مقصد بھی تھا۔ کہ معلوم ہو جائے کہ اب خلیفہ  
اپنی وفادار رعیت یعنی یعقوب کو کونسا علاقہ دیگا۔ موفق جو کہ اس وقت  
نائب السلطنت کی حیثیت میں کام کر رہا تھا یہ چاہتا تھا کہ یعقوب کفار  
اور دو راقتاؤہ مسلمانوں کے مقابلہ میں لگا رہے۔ موفق کا یہ خیال تھا کہ  
اس طرح وہ خلیفہ کی سلطنت سے دور ہی دور رہے گا۔ جب مختلف  
بغاوتوں کے بعد محمد ابن واصل پارس میں فتیاب ہوا اور اس کو خلیفہ  
نے بھی حقیقی حاکم تسلیم کر لیا تو یعقوب اس علاقہ پر فوج کشی کے لئے روانہ  
ہوا۔ اسی وقت اس کو خلیفہ کا ایک خط ملا جس میں اسے سیستان، کرمان  
کے علاوہ بلخ اور ہندوستان تک کے تمام شمالی علاقوں کا حاکم مقرر کیا تھا

فرمانک موافق نے اس کو پارس سے دوران مالک کا حاکم مقرر کیا جو کہ پہلے ہی اس کے قبضے میں تھے یا جن کو حکومت سے پہلے فتح کرنا ضروری تھا۔ اس کا صاف طور پر پتہ نہیں چلتا کہ آیا وہ یعقوب سے مقررہ خراج کا بھی مستوفع تھا یا نہیں۔

تھوڑے ہی عرصے بعد یعقوب نے بلخ پر قبضہ کر لیا اور ہم خود تصور کر سکتے ہیں کہ یعقوب جیسے سپاہی نے اپنے سرحدی علاقہ کی نئی رعایا کو کیسا سلوک کیا ہو گا۔ اور اسے خراج وصول کرنے میں کیا کیا سختیاں کرنی پڑی ہوں گی۔ بہر حال مدت دراز تک اس کا اور اس کے جانشینوں کا نام بلخ کے گرد و نواح میں اچھی طرح نہ لیا جاتا تھا۔ ہم کو یہ بھی معلوم ہے کہ وہ بھلا تھے جو اس کے یا اس کے خاندان کے زیر حکومت رہے ہمیشہ بدترین محاصل اور خراجوں کو برداشت کرتے رہے۔ ہم یہ بھی بخوبی جانتے ہیں کہ اسے اور اس کے خاندان نے کرمان اور سیستان کے علاوہ اپنی رعایا کی بہبود کی کبھی پروا نہ کی۔ اس میں ذرا بھی شک نہیں کہ وہ خراج اور محاصل کے معاملہ میں نہایت ہی سخت تھے۔ اور واقعہ یہ ہے کہ ایک سپاہی سے اس سے زیادہ توقع بھی نہ ہو سکتی تھی۔ مگر اس بات سے کہ ایک صدی پہلے تک سیستانیوں کا نام اچھی طرح نہیں لیا جاتا تھا صاف طور پر ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اس معاملہ میں حد سے گزر گئے تھے۔

اس اثنا میں عین خراسان میں بھی خاندان طاہریہ کے بادشاہ محمد کی طاقت تدریج گھٹتی چلی گئی۔ حسن بن زید حاکم طبرستان نے اس سے گرگان کا علاقہ بھی چھین لیا تھا۔ خراسان کے اور علاقے بھی اس طرح اور لوگوں کی دست برد میں آ گئے تھے۔ ان حالات کو دیکھ کر یعقوب کو یہ

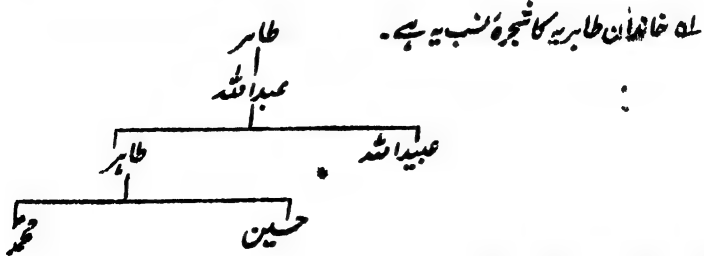
بہت ہوئی کہ اس تمام علاقے پر قبضہ کر لے کہ جس کا مشرقی حصہ پہلے ہی اسکے  
 قبضہ میں تھا۔ ان تمام باتوں سے یہ صاف طور پر ظاہر ہوتا ہے کہ اس نے  
 خلیفہ کے مقرر کردہ علاقوں پر ہرگز قناعت نہ کی۔ حملہ کرنے کا مہیا نہ بھی  
 اسے فوراً ہی ہاتھ آگیا۔ عبداللہ نے سیستان میں یعقوب کے خلاف  
 بغاوت کر دی اور آخر کار وہاں سے بہاگ کر خراسان میں پناہ لی کچھ  
 خط و کتابت کے بعد محمد بن زید نے اس کو اس بات پر رضامند کر لیا کہ  
 بجائے نیشاپور کے وہ اس کی ماتحتی میں چندان اضلاع پر قبضہ کر لے  
 جو کہ یعقوب کے علاقے میں واقع تھے۔ مفار جس نے اس معاملے سے  
 قبل ہی خراسان کے تمام امرا سے سمجھوتا کر لیا تھا یہ سنتے ہی سیستان سے  
 براہ ہرات نیشاپور کی طرف روانہ ہوا۔ محمد نے اس کے پاس سفیر بھی بھیجا  
 مگر محض بے سود ہوا۔ سائنہ میں یعقوب بغیر کسی مزاحمت کے ظاہر ہونے  
 کے بارونق دار السلطنت نیشاپور میں جا داخل ہوا۔ محمد یا تو بھاگ ہی  
 نہ سکا یا اس نے بہاگ نا ہی نہ چاہا وہیں نیشاپور ہی میں مقیم رہا کہہنا چاہتا  
 کہ اس کا یہ خیال تھا کہ وہ یعقوب پر اپنا اثر ڈال سکیگا۔ اس کا ارادہ تھا  
 کہ غاصب سے زجر و توبیخ سے پیش آئے مگر یعقوب نے چپکے سے اسکو  
 اور اس کے خاندان کے تمام مردوں کو قید کر لیا۔ اس طرح خراسان میں  
 خاندان طاہریہ کا چنچہ سالہ دور حکومت ختم ہوا۔ اس کے بعد ہی یعقوب نے  
 ایک سفارت دربار خلافت میں روانہ کی اور یہ بتلایا کہ اس نے یہ کام  
 خود خراسانیوں کے کہنے پر کیا ہے۔ کیونکہ محمد کے زمانے میں حکومت  
 و سلطنت میں خرابی پڑ گئی تھی۔ اور یہ کہ نیشاپور کے باشندے خود اس کے  
 استقبال اور مٹھہر کو حوالے کر دینے کے لئے شہر سے باہر آ گئے تھے

و فاداری کے اظہار کے لئے سفارت کے ساتھ ہی اس نے خلیفہ کی خدمت  
 میں ایک خارجی کا سر بھی بھیجا تھا۔ جو تیس برس سے اپنے آپ کو امیر المومنین  
 کہلواتا تھا۔ سفارت کو شرف باریابی عطا ہوا مگر یہ حکم ملا کہ اگر یعقوب اپنے  
 آپ کو بغاوت کے الزام سے بچانا چاہتا ہے تو اس کو چاہیے کہ خراسان کو  
 فوراً خالی کر دے۔ اور حتی فی الواقع اس کے چند آدمی جو کہ اس وقت بغداد میں  
 موجود تھے قید کر لئے گئے۔ مگر یعقوب ان تمام کارروائیوں سے وہو کے  
 میں آنے والا نہ تھا۔ وہ نہایت ہی اطمینان سے اپنے مفتوحہ ملک کے  
 نظم و نسق میں مشغول ہو گیا۔ سیستان کے باغی عبداللہ نے محمد کی شکست  
 کے بعد طبرستان کے علوی بادشاہ کے ہاں پناہ لی تھی۔ اس نے اس کے  
 حوالے کرنے سے انکار کیا۔ اس پر یعقوب نے اس ملک پر بھی حملہ کرنے کا  
 ارادہ کر دیا۔ راستے میں اسے ایک شخص ملا جو ایک مذہبی جماعت کا گروہ  
 تھا۔ اس نے آپ کو یعقوب کی بدو کے لئے پیش کیا۔ یعقوب نے اسکی  
 استدعا قبول کرنے کے بجائے اس کو قید کر لیا۔ تفصیل معلوم نہ ہونے کی  
 وجہ سے ہم صاف طور پر یہ نہیں کہہ سکتے کہ یعقوب نے اس کے ساتھ وہو کے  
 اور فریب سے کام لیا۔ مگر بہر حال اس معاملے میں اور محمد کی قید کے بارے  
 میں اس پر فریب وہی کا شبہ ضرور ہوتا ہے۔ یعقوب ساحل سمندر کے  
 ساتھ ساتھ گیا اور اس طرح دشوار گزار پہاڑوں کو مشرق میں چھوڑ دیا  
 پُرانے قلعے جو اس علاقے کو شمالی خانہ بدوش اقوام کی زور سے بچائے سیرام  
 اس کے مزاحم نہ ہو سکے۔ جلد ہی وہ ساری کے گروہ و نواح کے اس میدان  
 میں جا پہنچا جو بحیرہ خضر کے شمالی ساحل پر واقع ہے۔ یہاں حسن نے  
 اس کا مقابلہ کیا مگر شکست کھائی اور ویکم کے پہاڑوں میں پناہ گزین ہوا۔

یعقوب نے فوراً ساری اور امول کے شہروں پر قبضہ کر لیا۔ اور چونکہ اس  
 یہ خوب معلوم تھا یہ مقامات مستقل طور پر اس کے قبضے میں نہیں رہ سکتے  
 اس لئے ان سے ایک سال کا خراج وصول کیا۔ اس کے بعد وہ حسن کے  
 تعاقب میں روانہ ہوا۔ مگر بلند اور جنگلوں سے ڈھکے ہوئے پہاڑا سب  
 لئے نہایت خطرناک تھے۔ اور خاص کر اس زمانے میں کہ بارش کی خیریا  
 بہتوں بندہ ہوتی تھیں۔ یہ علاقہ اپنی رطوبت کی وجہ سے ایسا ہی بدنام  
 ہے جیسا کہ ایران کا باقی حصہ اپنی خشک سالی کے سبب تمام ملک میں  
 گھنے جنگل ہیں۔ یہی یعقوب کے واپس آ جانے کی وجہ تھی۔ کیونکہ ممکن  
 تھا کہ کسی تنگ درے میں پھنس کر اپنی تمام فوج سے ہاتھ دھونا پڑے۔ اس  
 پہلے بھی وہ بہت سا اسباب بار برداری کے جانور اور بہت سے سپاہی  
 کھو چکا تھا۔ تاریخ وان جانتے ہیں کہ یعقوب کا حال ایرانی جرنیل سے  
 بہر حال بہتر تھا کہ جس نے ان کو ہستانوں میں داخل ہونے کی جرات  
 کی تھی۔ طبرستان سے واپس آ کر اس نے رتے کا رخ کیا۔ کیونکہ اسے  
 معلوم تھا کہ عبداللہ نے دہان کے گورنر کے پاس پناہ لی ہے۔ حاکم  
 رتے نے اپنے آپ کو یعقوب سے بچانے کے لئے عبداللہ کو اس کے  
 حوالے کر دیا۔ عبداللہ کو قتل کر کے وہ پھر واپس ہوا کیونکہ وہ جانتا تھا  
 کہ میڈیا کے فتح کرنے کا وقت ابھی نہیں آیا۔ اس کے چلے جانے کے  
 بعد حسن اپنے ملک میں واپس آیا اور ان تمام لوگوں کو جنہوں نے یعقوب  
 ساتھ نہ لیا تھا۔ سخت سزا دیں۔ یعقوب کے قیام طبرستان کے  
 زمانہ میں حسین خاندان طاہریہ کے ایک ممبر اور محمد کے بھائی نے ترکو کی  
 ایک جمعیت کے ساتھ مرو کے جنوبی حصے پر قبضہ کر لیا تھا۔ مگر یہ نہیں

کہا جاسکتا کہ وہ اس جگہ کتنی مدت رہا۔ پھر حال یعقوب اپنے تمام نقصانات کے باوجود خراسان کا ویسا ہی بادشاہ بنا رہا۔ ساری کے فتح کے بعد ہی یعقوب نے ایک اور سفارت دربار خلافت میں روانہ کی تھی۔ اور خلیفہ کو یہ خوشخبری دی تھی کہ اس وقت اس کے پاس کم از کم پچاس ہزار عسکر ہیں۔ مگر یہ امر اس کی معافی کے لئے کافی ثابت نہ ہوا۔ اس لئے کہ آخر میں خلیفہ نے عیدائش کی معرفت شمال مشرق کے تمام حاکموں کو جو اس وقت بغداد میں اپنی واپسی میں حاضر تھے جمع کیا اور ان کو ایک فرمان سنایا جس میں یعقوب کو غاصب اور حاکم علاقہ کی قید کو ایک جرم قرار دیا تھا۔ ایسا فرمان دور دراز مقامات میں خلیفہ کے حکم کے متعلق اطلاع دینے میں نہایت ہی موثر ہوا کرتا تھا۔ خصوصاً اس وجہ سے کہ ایسے وقت میں حاجی اپنے دینی جذبات کے لحاظ سے خلیفہ کے حکم پر زیادہ توجہ کرتے تھے۔ اس کے علاوہ اس فرمان کی تیس نقلیں مختلف مقامات میں بھیجی گئیں۔

اسی زمانے میں عبداللہ ابن واثق جو کہ خلیفہ کے معتد اور نائب السلطنت موثق کا چچا زاد بھائی تھا وفتہ یعقوب کے کمپ میں انتقال کیا۔ اتفاق سے ہم کو اس واقعہ کے حوالے کے متعلق اور کوئی تفصیل معلوم نہیں۔ مگر ہم کہ



عبداللہ یعقوب کے پاس اس امید سے آیا ہو کہ اس کی مدد سے اپنے باپ اور بھائی (جہندی) کا تخت و تاج حاصل کرے اور یعقوب نے اسکو خلیفہ کے اشارے سے قتل کرا دیا ہو۔ مگر تاہم اس واقعہ کے اور اسباب بھی ہو سکتے ہیں۔

یہ یقینی طور پر نہیں کہا جاسکتا کہ خلیفہ کی دورخی اور خراسان میں ایک سے زائد عمال کی تعزیری سے یعقوب تنگ آگیا تھا۔ یا جنوبی اضلاع کی حالت نے اس کے جذبات حرص کو بڑھایا تھا۔ مگر یہ یقینی ہے کہ اب پہرہ پارس کی طرف متوجہ ہوا۔ اور اپنے بھائیوں (عمر اور علی) کو خراسان میں حقوق کی حفاظت کے لئے چھوڑ گیا۔ (باقی وارو)

ترجمہ

محمد جمیل الرحمن ایم۔ اے



## ایمان اور اعمال صالحہ

### از حافظ محمد منظر صاحب دارالعلوم

اس زمانہ میں جبکہ عربی سے عموماً اور علوم اسلامیہ و قرآن مجید سے خصوصاً دلچسپی اور شوق روز بروز کم ہوتا جا رہا ہے۔ حلقہ القرآن ایک نعمت غیر مترقبہ ہے۔ میرے خیال میں ہر اوس شخص کی جو کچھ بھی عربی جانتا اور قرآن مجید کو تہوڑا بھی سمجھ سکتا ہے یہ کوشش ہونی چاہیے کہ وہ حلقہ کے سامنے کسی نہ کسی وقت اپنے خیالات ظاہر کرے تاکہ دوسرے بھی اسکا شوق ہو۔ اس لحاظ باوجود جمع مدنی میں آج آپ کے سامنے آیا ہوں اور چاہتا ہوں کہ ایمان اور اعمال صالحہ پر گفتگو کروں۔

سب سے پہلے میں یہ ظاہر کروں گا کہ میرے مضمون کیا اصل مقصود اور اصلی مخاطب میرا نفس مذنب و خاطی ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

یا ایھا الذی امنولم تقولون مالا  
تفعلون کبر مقتا عند اللہ ان  
تقولوا مالا تفعلون

اے ایمان والو کس لئے ایسی بات کہتے ہو جو کرتے نہیں۔ خدا کے پاس بڑا گناہ ہے کہ ایسی بات کہے جو نہ کرے۔

اور میری حالت ہے کہ وما ابوء  
نفسی ان النفس لامارتہ بالسوء  
الاما رحم ربی ان ربی لغفور رحیم

اور میں اپنے نفس کی برأت نہیں کرتا یقیناً  
نفس برائی کی طرف مائل ہے۔ لیکن اگر اللہ رحم  
کرے۔ بلاشبہ میرا رب غفور اور رحیم ہے۔

اس صورت میں میری جرأت اور مجال نہیں کہ باوجود اپنی کم گشتگی کے بجائے دوسروں کی رہبری کروں۔ دو سال قبل حیدرآباد میں ایک مشہور مبلغ اسلام آئے تھے اور انہوں نے سورۃ العصر کی تفسیر کرتے ہوئے کھاکہ جہان کہیں ایمان والوں کا ذکر ان کے مدارج عقبی کا بیان قرآن مجید میں ہوا ہے ہاں اعمال صالحہ کی شرط بھی لازمی طور پر رہتی ہے اور ایمان بغیر عمل صالح مقبول نہیں۔ اس تقریر کے ساتھ ساتھ مجھ کو خیال آیا قرآن مجید میں ایسی آیات بھی ہیں جن میں ایمان والوں کا ذکر اور ان کے مدارج عالیہ کی بشارت درج ہے۔ لیکن اعمال صالحہ کے الفاظ شامل نہیں ہیں اور اسی کے ساتھ فی الوقت دو آیات بھی یاد آئے۔ پہلی بھی خیال آیا کہ قرآن مجید کی حالت یہ ہے کہ تفسیر بعض اس لئے اعمال صالحہ کی تصریح خود قرآن مجید سے ہونی چاہیے کہ کیا میں تمھوڑے غور کے بعد یہ ظاہر ہوا کہ انہیں آیات میں جو محکمہ یا آئی ہیں اعمال صالحہ کے الفاظ تو نہیں ہیں لیکن جس کام کا حکم ان میں دیا گیا ہے یا جن افعال کی بنا پر فلاح کی بشارت دی گئی ہے وہ بجائے خود اعمال صالحہ ہیں۔ اس طرح دونوں سوالوں کا جواب حل ہو گیا کہ کسی جگہ ایمان کے ساتھ صرف اعمال صالحہ کا ذکر ہے اور ان اعمال صالحہ کی تفصیل نہیں ہے جیسے کہ سورۃ العصر میں اور کسی جگہ اعمال صالحہ کا خاص نفاذ تو لایا نہیں گیا ہے لیکن وہاں ایسے کاموں کا ذکر ہوا ہے جن کا نفل یا ترک نفل حضرت مالک الملوک ذوالجلال والا کرام کی بارگاہ کبریائی میں مقبول ہے اور یہی حقیقت میں اعمال صالحہ ہیں جو آئین اور سنت مجھ کو یاد آگئیں تعین وہ یہ ہیں۔

یا ایہا الذین آمنوا توبوا لی اللہ  
توبۃ نصوحا عسی ربکم ان یکفر  
عنکم کما یتکم ویدخلکم جنتاً  
تجری من تحتھا الانهار۔  
قد افلح المؤمنون الذین هم فی  
صلاۃهم خاشعون والذین هم  
عن اللغو محضون والذین هم  
الذیۃ فاعلون والذین هم لفرد  
جہم حافظون الاعلیٰ ازواجہم  
او ماملت ایما ہم فانہم غیر  
ملوین فمن البخی وراء ذلک  
فالذین هم العادون والذین  
لاماناقہم وعیدہم راعون  
والذین علیٰ صلوٰۃہم محافظون  
اولئک ہم الوارثون الذین  
یرثون الفردوس ہم فیہا  
خلدون۔

اے ایمان والو توبہ کرو اللہ کی طرف توبہ  
نسوح شاید تمہارا پروردگار تمہارے گناہ  
بخشدے اور تم کو جنتوں میں داخل کرے  
جن کے نیچے نہرین بہتی ہیں۔

یقیناً فلاح پائی اور مومنوں نے جو اپنی نماز  
میں ڈرتے ہیں۔ اور وہ لوگ جو لغویات سے روکنا  
ہوتے ہیں۔ اور وہ لوگ جو اپنی شرم گاہوں کی  
حفاظت کرتے ہیں۔ بانشنا انہی ازواج اور  
لوٹیوں کے جس پر وہ قابل ملامت نہیں اور  
جو اس کے علاوہ تلاش کرے وہ تجاوز  
کرتے والوں میں ہیں۔ اور جو لوگ اپنی  
امانتوں اور معاہدوں کو نگاہ رکھتے  
ہیں۔ اور جو لوگ اپنی نازوں کی حفاظت  
کرتے ہیں۔ اور یہ لوگ وارث میں  
فردوس کے اور اس میں ہمیشہ  
رہیں گے۔

حلقہ القرآن میں شرکت کے بعد مجھ کو اس اجمال کی تفصیل حلقہ میں  
کرنے کا خیال آیا اور ان آیات قرآنی کو خاص طور سے دیکھنے لگا  
جن میں ذکر ایمان یا ذکر اعمال صالحہ ہوا ہے اور اس سے جو باتیں پیش  
کبھی ہیں وہ آپ کے سامنے ظاہر کرتا ہوں۔

آیات قرآن مجید جنہیں ایمان اور مومنوں کا ذکر ہوا ہے۔ چھ انعام میں منقسم کئے ہیں۔ (قسم اول) میں مومنوں کو مخاطب کر کے کسی کام کرنے کا حکم دیا گیا ہے یا کسی کام سے منع کیا گیا ہے۔ اس قسم کے آیات مختلف طریقوں سے وارد ہوئی ہیں کہیں یا ایہا الذین آمنوا کے احکام دئے گئے ہیں۔ جیسے کہ وہی آیت جو اوپر گزری اور کہیں جناب حضرت سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حکم ہوا ہے کہ مسلمانوں کو کہہ دیں مثلاً۔

قل للمؤمنین یعضوا من ابصارہم ویحفظوا فرجہم ذالک انہم اکل اللہ خبیر بہا یصنعون۔

کہہ دے محمد مومنوں کو کہ اپنی نگاہیں نیچی کریں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں یہ اون کے لئے زیادہ پاکیزہ ہے اور اللہ بہت خبر رکھتا اون کے کاموں کی۔

بعض جگہ بالفاظ ماضی اور مومنوں کا ذکر ہوتا ہے۔ جن کو خداوند تعالیٰ کی رضامندی کی نعمت نیک اعمال کے صلہ میں حاصل ہوئی ہے۔ اور اون کے اعمال کی تفصیل بھی کی گئی ہے۔ اس کی مثال آیہ قد افلح المؤمنون ہے بعض جگہ اس قسم کے مماثل آیات بالفاظ مضارع آئے ہیں۔ اس کی مثال۔

ان الذین من حشیۃ ربہم مشفقون والذین ہم بایات ربہم یومنون والذین ہم بربہم لا یشرکون والذین یوتون ما اتوا وقلوبہم و حیلۃ انہم الی ربہم راجعون

بیشک وہ لوگ جو اپنے پروردگار کے عذاب سے ڈرتے ہیں۔ اور وہ لوگ جو اپنے پروردگار کے آیات پر ایمان لاتے ہیں۔ اور وہ لوگ جو اپنی پروردگار کے ساتھ شریک نہیں ٹہراتے ہیں اور وہ لوگ جو دیتے ہیں وہ جو انکو دیا گیا ہے (خیرات کرتے ہیں) اور انکے قلوب اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ

اولئذ يسادعون في الخيرات  
وهم لها ساقون -

پہلے دعا کی طرف پلٹے والے میں بھی لوگ  
جلدی کرتے ہیں نیکوں کی طرف اور وہی آگے  
جانے والوں میں ہیں -

بعض جگہ بالفاظ استفہام احکام دئے گئے ہیں اس کی مثال -

الم ياتي للذين آمنوا تخفف  
قلوبهم لذكر الله من الحق -

کیا وقت نہیں آیا اون کو گون کے لئے جو  
ایمان (ظاہری) لائے ہیں اور ان کو دل نہیں خدا کو  
یا ذکر کے اول سے پیچھے چھوڑنا ملتا ہوئی خوشی پیدا

ان چاروں طریقوں سے جہاں احکام اہل ایمان کو قرآن مجید میں دئے گئے

وہ نہایت کثیر ہیں - ان آیات کے آخر میں کہیں تو فلاح و منفعت اور  
انعام الہی کا ذکر ہے - بعض جگہ نہیں - خود کرنے سے اس کی وجہ واضح  
ہوتی ہے کہ جہاں حال صرف دنیوی ہیں اون کو مجبور و بجالانا کافی ہے جیسے کہ -

يا ايها الذين آمنوا لا تخربوا  
اطيابت ما احل الله وتعتدوا

اے ایمان والو جو پاک چیزیں اللہ نے تم پر  
حلال کی ہیں اون کو حرام نہ ٹھہراؤ اور زیادتی  
ان اللہ لا یحب المعتدین -

دقہ دوم میں نام نہاد و مومنوں کے متعلق ظاہر فرمایا گیا ہے کہ وہ مومن

نہیں ہیں اور اس کے دلیل کے طور پر اون کو برے اعمال کی تفصیل

کی گئی ہے جیسے کہ ومن الناس من يقول آمنابا الله و باليوم

الآخر وما هم بمومنین یجادعون الله والذین آمنوا وما

یخلفون الا انفسهم وما یشعرون - بعض آدمی کہتے ہیں کہ ہم خود

اللہ اور یوم آخرت پر ایمان لائے ہیں اور وہ مومن نہیں ہیں - اللہ کو  
اور ایمان والوں کو دھوکہ دیتے ہیں مگر وہ حقیقت میں اپنے نفس کو

وہو کہ دیتے ہیں اور سمجھتے نہیں ہیں اس کے بعد آگے چل کر ان کے بے اعمالی کی اس طرح تصریح ہوئی ہے۔

وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ لَا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ  
قَالُوا نَحْنُ مُصْلِحُونَ إِلَّا أَفْهَمُ هُمُ  
الْمُفْسِدُونَ وَلَا كُنْ لَا يَشْعُرُونَ  
وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ آمِنُوا كَمَا آمَنَ النَّاسُ  
قَالُوا نَزَمْنَا كَمَا آمَنَ السُّفَهَاءُ  
إِلَّا أَفْهَمُ هُمُ السُّفَهَاءُ وَلَا كُنْ  
لَا يَعْلَمُونَ - وَإِذَا قِيلَ لِلَّذِينَ  
آمَنُوا قَالُوا آمِنُوا وَادْخُلُوا إِلَى  
شِبَاطِنِهِمْ قَالُوا نَحْنُ كَمَا نَحْنُ  
مُسْتَهْزَوْنَ -

اگرچہ منافقوں کا ذکر قرآن مجید میں کثرت سے آیا ہے لیکن ایسی آیات جنہیں الفاظ ایمان ہی بے لعل و درج ہیں اور پھر عدم ایمان کا ذکر ہوا ہی زیادہ نہیں ہیں۔

آیات (قسم سوم) میں مجمل و گرا بیان لایا ہے اور اعمال صالحہ کرنے والوں کا بالفاظ ماضی یا مضارع کر کے ثواب اخروی کی خبر دی گئی ہے جیسے۔

ان الذین آمنوا و عملوا الصالحات	جیسا کہ وہ لوگ جو ایمان لائے اور اعمال صالحہ
كانت لهم جنات الفردوس غیر ذل	کئے جنات الفردوس میں اتریں گے۔
یومن بالله و یعمل الصالحه	جو شخص اللہ پر ایمان لایا اور نیک عمل کیا

بدخلہ جنات تجری من تحتہا الانهار۔  
اوس کو جنتوں میں داخل کرے گا جس کے نیچے نہرین بہتین ہیں۔

آیات (قسم چہارم) میں دنیوی مارج کا وعدہ مومنوں یا اعمال صالحہ کرنے والوں کے ساتھ فرمایا گیا ہے جیسے۔

وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرَ الْمُؤْمِنِينَ - اور لازم ہے ہم پر مومن کی نصرت۔  
وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَهَمَلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ - اللہ وعدہ کرتا ہے اُن لوگوں سے جو ایمان لاتے ہیں تم میں سے اور اعمال صالحہ کئے ہیں کہ تم کو قریب میں زمین میں خلیفہ بنائیں گے۔  
إِنَّ الْأَرْضَ يَرثُهَا عِبَادِي الصَّالِحُونَ - جیسا تم سے پیشروں کو خلیفہ بنایا۔ بیشک میری وارث میرے عباد صالحین ہوں گے۔

ایسی آیات زیادہ نہیں ہیں۔  
آیات (قسم پنجم) میں مطلق ایمان والوں کا ذکر کر کے اوس کے ساتھ انعام خداوندی کا ذکر ہوا ہے۔ جیسے۔  
هُوَ الَّذِي أَنْزَلَ السَّكِينَةَ فِي قُلُوبِ الْمُؤْمِنِينَ (آرام و اطمینان) مومنین کے قلوب پر نازل کیا۔

ایسی آیات بہت کم ہیں اور ان کا سیاق اور شان نزول یہ ظاہر کرتا ہے کہ ایسی آیتیں صحابہ رضوان اللہ علیہم کی شان میں وارد ہوئی ہیں جن کا ایمان اعمال صالحہ کی کسوٹی پر پوری طرح کھلیا گیا تھا۔  
آیات (قسم ششم) میں حکایات و واقعات مومنین کے یا تو خداوند تعالیٰ نے بیان فرمائے ہیں یا کسی کی زبان سے اس کی تذکرہ کیا گیا ہے۔ ان میں مقصود بالذات کوئی حکم یا نہی نہیں بلکہ صرف اخبار و حکایات ہیں جیسے کہ

ضرب الله مثلا الذين آمنوا صرة  
 فرعون اذ قالت ربك ينلى عندك  
 بيتا قى الجنة و تجنى من فرعون  
 و عملهم و نجنى من القوم الظالمين  
 و قال جل مومن من آل فرعون  
 يكتنم ايماننا القتلون جللا ان  
 يقول ربى الله -

اس قسم کے آیات میں وہ آیات بھی شامل ہو سکتی ہیں جن میں دعا کی تعلیم  
 مسلمانوں کو نہیں ہے۔

ربنا اناسمنا صنادیا بنادى  
 لا ايمان ان آمنویرکم فامنا  
 ربنا فاغفر لنا ذنوبنا و قفر عنا  
 سياتنا مع الابرار -

اخبار و حکایات اور دعا کی جو آیتیں ہیں اون میں عملاً بڑی حد تک بلکہ بالکل  
 اعمال صالحہ و غیر صالحہ کا تذکرہ ضمناً موجود ہے۔

الفرض ہر ایک آیت سے جمیع ایمان و اہل ایمان کے الفاظ ہیں۔  
 صاف طور پر مستنبط ہوتا ہے کہ ایمان یعنی اقرار و ايقان ایمان باللہ کے  
 ساتھ ہی ساتھ اعمال صالحہ کی پابندی لازمی ہو جاتی ہے۔ اعمال صالحہ  
 کی تفصیل جو کچھ قرآن مجید میں اللہ جل شانہ نے فرمائی ہے وہ تساقی  
 زندگی کے لئے خواہ اوس کا تعلق تہذیب نفس سے ہو خواہ تدبیر منزل  
 یعنی معاشرت سے خواہ تمدن و کاروبار و دنیا سے خواہ سلطنت و حکمرانی سے



نہایت بہترین معیار عمل سے۔ اور دنیا کا کوئی مذہب اور کوئی  
 فلسفہ اس سے بہتر اور عمدہ تر معیار انسانی زندگی کو کامیاب اور  
 پاکیزہ طریقہ سے بسر کرتے اور دنیا میں دین و اتقا کو باقی رکھ کر برقم  
 کی اخلاقی معاشرتی تمدنی سیاسی ترقی کرنے کے لئے پیشین گوئی  
 نہیں کر سکتا ہے اور نہ ہی آیات میں آیات احکام و امر و نواہی ہیں  
 اور وما خلیقت الجن والانس الا ليعبدون دہ نے نہیں  
 پیدا کیا جن اور انس کو مگر عبادت کے لئے۔ م کے معنی سمجھ میں آجاتے ہیں  
 کیونکہ اسلامی مذہب اور اسلام کا فلسفہ یہ نہیں سکھاتا ہے کہ  
 انسان دنیا و باقیہا سے ترک تعلق کر کے صرف خدا کی عبادت میں  
 مشغول رہے یا یہ کہ ہمہ تن دنیا میں محو اور منہمک ہو جائے۔ بلکہ  
 اسلام باہمہ و بے ہمہ زندگی کا اصول و نیامین لایا ہے وہ یہ  
 حکم دیتا ہے کہ انسان اپنے افعال اور عبادت کا مرکز خداوند تعالیٰ  
 بنائے۔ اور ساتھ ساتھ دنیا کی نعمتوں اور ممتعات سے بھی استفادہ  
 کرے۔ اسلام نے مومن کے ہر فعل کو خواہ وہ دنیوی ہی کیوں  
 نہ ہو۔ جب اس کا مقصد خداوند تعالیٰ کی اطاعت اور رضا مندی  
 ہو اور اس سے حدود و تدبیریں تعدی نہیں ہوتی ہو عبادت  
 قرار دیا ہے اور اس کی تفصیل کہ یہ افعال کیا ہیں اور اس کا طریقہ  
 کیا ہے کہ ان سے تعدی فی حدود و تدبیر ہو سکے۔ ان آیات سے  
 ظاہر ہوتی ہے کہ جن میں ایمان اور اعمال صالحہ کا ذکر ہوا ہے۔  
 یہ آیات انسانی زندگی کے سلامتی کے لئے اوسے طرح رہنمائی  
 کرتے ہیں جیسے کہ جہاد کے لئے ساحل کا منہ راہ روشنی

قرآن مجید میں علاوہ اون آیات کے جن میں اہل ایمان کا ذکر ہی اور صراحتاً یا عملاً اعمال صالحہ کا حکم ہے۔ ایسے آیات بھی ہیں کہ جن میں اوامر و نواہی کا ذکر ہے۔ لیکن الفاظ اہل ایمان نہیں ہیں ان میں اکثر ضائر پر کنفا کی گئی ہے۔ قرآن مجید کا اسلوب ہے کہ مختلف پہلوؤں سے بات سمجھائی جائے۔ اس لئے اگر ایسے آیات کو جن میں صراحتاً اہل ایمان یا ایمان کے الفاظ نہیں ہیں مگر حکم اعمال پر ایسے آیات کے ساتھ دیا جائے جن میں بصراحت الفاظ ایمان یا اہل ایمان شامل ہیں تو معلوم ہو گا کہ اصل الاصول اعمال صالحہ آیات قسم آخر الذکر میں ظاہر کر دئے گئے ہیں۔ آیات قسم اول الذکر تاکید و توضیح مزید کے لئے ہیں یا قسم آخر الذکر کے ساتھ معطوف و مرکب ہیں۔

(باقی آئندہ)

حافظ محمد مظہر۔

## التماس ضروری

جن اصحاب کی خدمت میں رسالہ بلا طلب ارسال کیا گیا ہے اور جس امید قوی ہے کہ اپنی رضامندی و عدم رضامندی سے اطلاع فرمائیں ورنہ خاموشی نیم رضامندی تصور کر کے رسالہ وی پی ارسال ہو گا اور واپسی میں طلبہ انجمن کا نقصان ہو گا۔

منجبر

# امرو القیس

از مولوی فاضل منشی فاضل عبدالقدیر صاحب پروفیسر  
(دارالعلوم)

(نام و نسب) امرؤ القیس بن مجمر بن الحارث بن عمرو بن حجر اکل المرار بن معاویہ بن ثور۔ ثور کا دو سر نام کندہ ہے اس کی طرف قبیلہ بنی کندہ منسوب ہے۔ امرؤ القیس کا نام جندہ ہے۔ تغاؤ لا امرؤ القیس لقب دیا گیا ہے یعنی زور و قوت کا آدمی کیونکہ قیس کے معنی قوت کے ہیں اور امرؤ القیس کی ماں فاطمہ بنت ربیعہ بن الحارث بن زہیر ہے جو کلیف و جلیل کی بہن ہے کلیف کے متعلق عرب کا قول ہے۔ اُغیر مین کلیف وائل اور جس کے فعل سے حرب بسو سو برپا ہوئی جو یکرو تغلب مین ہم سال قایم رہی۔

امرؤ القیس کا دادا حارث تیج آخر کامہا بنجا تھا۔ ہندہ بنت الحارث منذر کی جوہو امرؤ القیس کی پہوپی ہے ہند سے عمرو بن منذر معروف بخرقہ اور قیوس بن المندہ پیدا ہوا۔

(باقی آئندہ)

ناظرین توسیع اشاعت فرما کر طلبہ کی بہت افزائی فرمائیں۔  
پینچر

# اعتراف

یہ صفحہ اشتہارات کے طبع کیواسطے خالی رکھا گیا ہے۔ جن اصحاب کو ضرورت ہو

اشتہارات بھیج کر مننون فرمائیں فقط

منہج

# اشتہار فروخت کتب

نظام تحقیق - مولانا نور الدین صاحب مرحوم کی تصنیف ہے۔ مولانا کا نام ہی  
اوس کی خوبی کے لئے کافی ہے۔ کاغذ چمکانا اصلی قیمت ..... ۷۰

رعایتی قیمت ..... ۸۰

مغز سخن - مولوی سید رضی الدین حسن صاحب کیفی حیدر آبادی کی وہ فصیح و  
بلغ نظم جو مدرسہ دارالعلوم کی شصت سالہ جوہلی کی تقریب میں لکھی گئی جس میں  
دارالعلوم کی تاریخ و کچھ پیرایہ میں نظم کی گئی ہے قیمت صرف ..... ۲۰

تقریر - مولوی محمد علی صاحب جو دارالعلوم کے شصت و یک سالہ سالگرہ  
کے موقع پر مولوی محمد علی صاحب صوبہ دار و زرنگل نے بحیثیت صدر جلسہ شالی لکھی

طلبہ کے لئے نہایت مفید ہے۔ قیمت صرف ..... ۱۰

رپورٹ انجمن بابتہ ۱۵۱۴ و ۱۵۱۵ و ۱۶۲۵ ف ..... ۱۰ فی

محصول ذمہ خریدار۔

یہ سب کتابیں مستند انجمن نشرۃ الادب دارالعلوم علیہ

حیدر آباد سے طلب فرمائیں





